ابن حُر

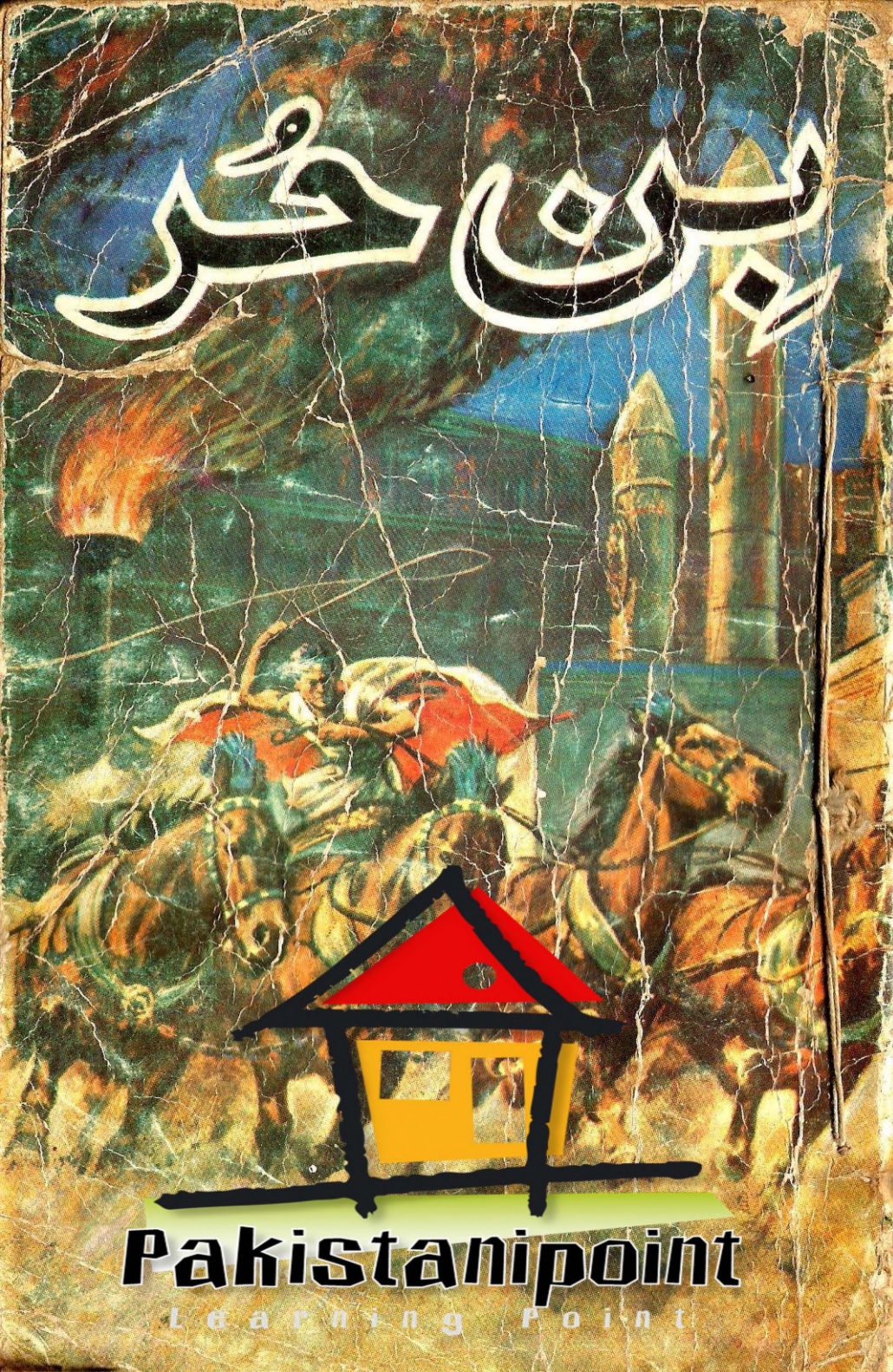

Pakistanipoint
Learning Point

لُووالس کی کتاب بن حُر کی تلخیص

321

نذیر قیصر

Zaheer Book Depot & Bakery
SYED LIBRARY
Road Pakki

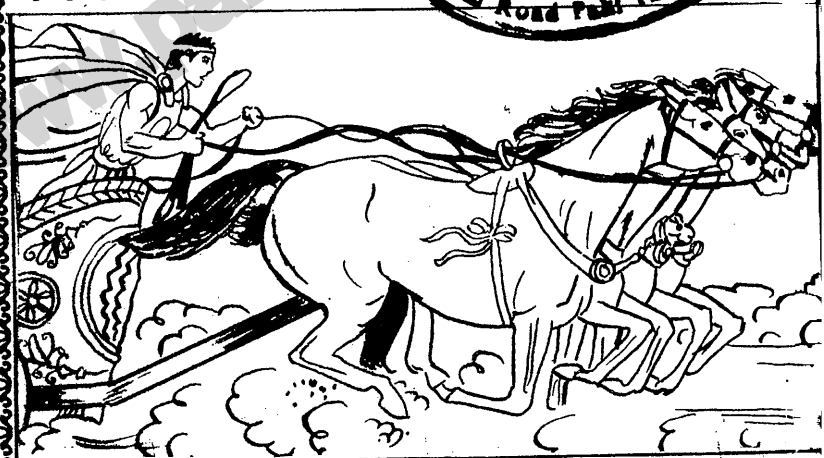

عمرانی کتابیں (اے۔ بی۔ ای۔ ایس، پوسٹ بکس نمبر ۵۰۱۴) ۲۔ علامہ اقبال روڈ۔ لاہور

(جملہ حقوق محفوظ ہیں)

ناشر ——— نرالی کتابیں۔لاہور

دوسری بار ——— اپریل ۱۹۸۰ء

تعداد ——— دو ہزار (۲۰۰۰)

قیمت ——— پانچ روپے

www.pakistanipoint.com

ترتیب

بن حر کا ایک دوست جو دشمن بن گیا۔	۵
ایک حادثہ۔	۹
گیلی کا غلام۔	۱۴
بحری لڑائی۔	۱۸
جہاز کی تباہی۔	۲۴
ماں اور بہن کی تلاش۔	۳۰
بن حُر کی بیسالا سے ملاقات۔	۳۵
ایک عجیب کہانی۔	۴۲
بن حُر اپنی مہارت کا لوہا منواتا ہے۔	۴۷
رات کی تاریکی میں خفیہ ملاقات۔	۵۱
انطاکیہ کے سٹیڈیم میں۔	۵۵
رتھوں کی دوڑ۔	۵۹
بیسالا کا انتقام	۶۶
بیتُ المقدس کو روانگی	۷۱
بادشاہ کی آمد	۷۳

www.pakistanipoint.com

بن حُر کا ایک دوست جو دُشمن بن گیا

یسُوع مسیح کو پیدا ہُوئے اکیس برس ہو چُکے تھے۔ قدیم یروشلیم کی یہ ایک جلتی ہُوئی دوپہر تھی۔ دو نوجوان دوست بن حُر اور میسالا، میسالا کے ذاتی اور خُوبصُورت باغ میں کھجوروں کے سائے تلے بیٹھے باتیں کر رہے تھے۔

میسالا نے بن حُر کی طرف دیکھ کر کہا "کیوں یہوداہ کی توبات ہے جس تمہیں پریشان کر رکھا ہے؟"

بن حُر کو اس کے دوست اور خاندان کے لوگ یہوداہ کے نام سے پکارتے تھے۔

بن حُر اپنی آنکھیں فوارے کے اچھلتے ہُوئے پانی پر جماتے ہُوئے بولا "میں اُن گُزرے ہُوئے برسوں کے بارے میں سوچ رہا تھا جب ہم بچپن میں اکٹھے کھیلا کرتے تھے، کبھی ایک دُوسرے سے جُدا نہ ہوتے تھے، ہم کتنے خُوش تھے۔

میسالا نے اپنا خُوبصُورت رُومی سر طنزیہ قہقہے کے ساتھ جھٹکا۔

"ہماری آخری ملاقات کو پانچ سال بیت چکے ہیں۔ اور سارا بچپن رُخصت ہو

PAKISTANIPOINT

چکا ہے۔"

"ہاں! پانچ طویل سال۔" بن حُر نے آہستہ سے جواب دیا۔ "تم تعلیم حاصل کرنے اور جنگی تربیت پانے کے لئے روم چلے گئے تھے اور اب تم تعلیم یافتہ اور شہزادوں جیسے طور طریقوں کے مالک بن کر لوٹے ہو، لیکن اب بھی میری خواہش تو یہی ہے کہ کاش تم ویسے ہی ہوتے، جیسے تم کبھی تھے۔"

جواں سال رومی میسالا تن کر کھڑا ہو گیا۔ "ذرا بتاؤ تو، میں اب کیسا لگتا ہوں؟" اُس نے پوچھا۔

"اب میں جب تمہاری طرف دیکھتا ہوں تو مجھے ایک دوست نظر نہیں آتا، بلکہ ایک رومی دکھائی دیتا ہے۔" بن حُر نے جواب دیا۔

"ایک رومی سپاہی بننا میرے لئے فخر کی بات ہے"۔ میسالا نے تن کر کہا۔ "ہم حاکم ہیں اور دُنیا ہمارے قدموں کی خاک ہے۔ میرا مستقبل روشن ہے۔ لیکن تم جو ایک یہودی ہو، مجھے تم پر ترس آتا ہے۔ آخر تمہارے مستقبل میں کیا رکھا ہے؟"

بن حُر کا چہرہ غُصے سے لال ہو گیا۔ وہ اُٹھ کھڑا ہوا۔ میسالا کا یہ مغرور انداز اب اُس کی برداشت سے باہر ہو چکا تھا۔ "میسالا!" وہ رنج اور غُصّے سے بولا۔ "تمہاری باتیں مجھے زہر لگتی ہیں۔ نہ جانے میں یہاں کیوں اور کیا لینے آیا۔ وہ میسالا جسے میں بچپن میں جانتا تھا، اُس نے تو کبھی کسی دوست کے جذبات کو ٹھیس نہ پہنچائی تھی۔" بن حُر نے سنگ مرمر کی نشست پر سے اپنا چغہ اُٹھا کر کندھوں پر ڈال لیا۔ اور مُڑ کر واپس جانے لگا میسالا فوراً تک اُس کے پیچھے پیچھے گیا۔ اور اُسے ہاتھ سے روک کر بولا۔ "میں نے

تو صرف یہ کہا تھا کہ ایک یہودی کی حیثیت سے تمہارا کوئی مستقبل نہیں شکل وصورت سے تم رومی نظر آتے ہو۔ بھلا کسی پر یہ ظاہر کرنے کی کیا ضرورت ہے کہ تم یہودی ہو؟ میری مدد سے تربیت حاصل کر کے تم روم کے سپاہی بن سکتے ہو۔"

"بہت ہو چکا۔" بن حُر چیخ اُٹھا۔ "ایک رومی سپاہی کی حیثیت سے مجھے اپنی ہی قوم کے لوگوں کے خلاف تلوار اُٹھانے کے لئے کہہ رہے ہو؟ ایسا میں کبھی نہ کروں گا۔ ہم یہودی ایک مفتوح قوم ہیں۔ مار کھانے، ظلم سہنے اور ٹیکس ادا کرنے کے لئے تمہارے غلام، آج تم نے مجھ پر یہ ثابت کر دیا ہے کہ اب ہم ایک دوسرے کے دوست نہیں رہ سکتے۔" آخری مرتبہ بن حُر رسمی سا سلام کر کے میسالا کے باغ سے چلا گیا، اور اس طرح ان کی دوستی ختم ہو گئی۔ بن حُر تیز تیز قدم اُٹھاتا ہوا اپنے گھر کی طرف چل پڑا۔ یہ پتھر کی ایک عالیشان عمارت تھی، بلکہ ایک پرانے طرز کا محل تھا، جس میں خوبصورت کھڑکیاں، محرابیں اور بالکونیاں تھیں، جو میسالا کے محل سے بھی زیادہ شاندار تھیں۔

بن حُر سیدھا اپنے کمرے میں گیا اور اپنے ہاتھوں میں منہ چھپا کر بستر پر لیٹ گیا۔ وہ شام ہونے تک وہیں پڑا رہا۔ شام کے وقت گھر کی وفادار بوڑھی نوکرانی عامرہ لکڑی کی ٹرے میں کھانا لے کر اندر آئی۔ بن حُر نے اُسے خوش کرنے کے لئے کچھ کھانے کی کوشش کی، کھانا کھا کر وہ اپنی ماں سے ملنے چھت پر چلا گیا۔

رُومی کیمپ سے بہتر کوئی سکول نہیں۔"

"ہاں! میں رُوم کے لئے لڑوں گا۔"

بن حُر نے جواب دیا "اگر وُہ مجھے اس کے بدلے میں یہ سیکھا دے کہ ایک دن میں اُس کے خلاف کس طرح لڑ سکتا ہُوں۔"

اچانک اُنہوں نے گلی میں نقّاروں اور فوجی بوٹوں کی آوازیں سُنیں

"آہا! فوجی! آؤ اُنہیں دیکھیں۔" بن حُر تزرضہ کی طرف دیکھ کر اُٹھ کھڑا ہوا۔

گلی، جو دس فٹ سے زیادہ چوڑی نہیں تھی، مارچ کرتے ہوئے فوجیوں سے بھری ہُوئی تھی۔

تزرضہ نے پُوچھا "فوجی یہاں سے کیوں گذر رہے ہیں؟"

"کیا تم نے سُنا نہیں کہ یہُودیہ کا نیا گورنر ویلیریس گریٹس آج یہاں پہنچا ہے؟" بن حُر نے جواب دیا "وُہ شہر کا چکّر لگا رہا ہوگا۔"

نقارے بجانے والے سامنے نظر آ رہے تھے۔ اُن کے پیچھے ایک افسر بڑی شان کے ساتھ گھوڑے پر سوار تھا۔ وُہ ننگے سر تھا۔ اُس کی کمر کے ساتھ ایک چھوٹی سی تلوار لٹک رہی تھی اس کے گھوڑے پر کاٹھی کے بجائے ایک زرد رنگ کا کپڑا پڑا ہُوا تھا۔

"یقیناً یہی نیا گورنر ہے۔" تزرضہ نے کہا۔

"ڈاکو۔ ظالم۔ رُوم کا کتّا۔" چھتوں پر لوگ بڑبڑانے لگے۔ بن حُر نے چھت سے آگے جھانکنے کی کوشش کی۔ اُسے اُس بات کا احساس نہ رہا کہ اس کے ہاتھوں کے نیچے ایک اُکھڑی ہوئی سِل ہے۔ سِل اچانک پھسل گئی اور چھت پر لڑھکنے لگی بن حُر نے اُسے پکڑنے کی پُوری کوشش کی لیکن کوشش کے دوران سِل لڑھکتی ہوئی سیدھی گلی کے درمیان جا گری۔ بن حُر

نے خوف زدہ لہجے میں فوجیوں کو خبردار کیا۔ فوجیوں نے اُوپر دیکھا۔ اُس بڑے افسر نے بھی اُوپر دیکھا۔ سل سیدھی اُس کے سر میں آکر لگی اور وہ گھوڑے سے نیچے گر پڑا۔

بن حُر پریشان ہوگیا۔ اُس نے دیکھا کہ فوجی اپنے گھوڑوں سے کود رہے ہیں اور زمین پر پڑے ہوئے اپنے افسر کے گرد جمع ہو رہے ہیں جو لوگ چھتوں اور میناروں پر چڑھے ہوئے تھے، اُنہوں نے سمجھا کہ یہ سل بن حُر ہی نے پھینکی ہے۔ اور جب بن حُر بالکونی پر پریشانی سے جُھکا ہُوا تھا۔ لوگوں نے اُسے دیکھ کر خوب شاباش دی۔

لوگوں نے موقع کو غنیمت جانا اور چھتوں پر سے پُرانی اینٹیں اور سلیں اکھاڑ اکھاڑ کر فوجیوں پر برسانا شروع کر دیں۔ فوجیوں نے اینٹوں کا جواب تیروں سے دیا۔ قریبی چھت پر ایک آدمی ایک فوجی کے تیر کا شکار رہ گیا۔

بن حُر سمجھ گیا کہ اس کی ذرا سی غلطی نے یہ ساری لڑائی شروع کرا دی ہے۔ رُومی اُسی کو الزام دیں گے۔ اب اُس کا کیا بنے گا؟"

بن حُر نے گلی میں نگاہ دوڑائی۔ اُس نے دیکھا کہ فوجیوں نے رومی گورنر کو پھر سے گھوڑے پر بٹھا دیا ہے۔ "وُہ بچ گیا ہے۔ وہ بچ گیا۔" بن حُر نے اطمینان کا سانس لے کر کہا۔

"ترضہ ڈرو نہیں۔ مَیں رُومیوں کو بتا دُوں گا کہ یہ سب کیسے ہُوا۔ یہ محض ایک حادثہ تھا۔"

بن حُر اپنی بہن کا ہاتھ پکڑ کر سامنے کھُلے صحن کی طرف بھاگا۔ اگلے ہی لمحے فوجی شمالی دروازہ توڑ کر اندر داخل ہو چکے تھے۔ صحن میں خوف زدہ نوکروں کی چیخیں سُنائی دے رہی تھیں۔

"وُہ مجھے ڈھونڈ رہے ہیں۔" بن حُر نے کہا

نیچے صحن میں سے ایک عورت کی خوفناک چیخ سُنائی دی۔ "ماں" ترضہ چلائی۔ "فوجی اُسے پیٹ رہے ہیں۔"

بن حُر بہن کو سیڑھیوں سے کھینچتا ہُوا نیچے کی طرف بھاگا۔ نیچے راہداری میں فوجیوں کا ایک جتھا کھڑا تھا۔ بن حُر نے کچھ دُور اپنی ماں کو بھی دیکھا، جس کے لمبے بال کھل کر اُس

کے چہرے پر بکھرے ہوئے تھے، جس سے ظاہر ہوتا تھا کہ اُس نے فوجیوں سے پیچھا چھڑانے کے لئے بڑی سخت جدوجہد کی ہے۔

بن حُر "ماں" ماں" چلاتا ہُوا، فوجیوں کو دھکیلتا ہُوا آگے بڑھنے کی کوشش کرنے لگا۔ دو فوجیوں نے اُسے کندھوں سے پکڑ لیا۔

"اچھا تو یہ تم ہو" ایک جانی پہچانی آواز سُنائی دی۔ بن حُر نے مڑ کر دیکھا۔ یہ اُس کا پرانا دوست میسالا تھا، جو اُس کی طرف اشارہ کر رہا تھا۔ "یہ وہی ہے۔ یہ اس کی ماں ہے اور یہ لڑکی اس کی بہن ہے۔"

بن حُر نے اپنے خاندانی غرور کو بھلا کر اپنی ماں اور اپنی بہن کی خاطر میسالا کی خوشامد کی "میسالا! میں تمہاری منّت کرتا ہُوں۔ تُم ان کی مدد کرو۔"

مغرور میسالا نے اس طرح منہ گھما لیا جیسے کہ اُس نے سُنا ہی نہیں۔ بن حُر نے جب اُسے مُڑ کر جاتے ہُوئے دیکھا تو اُس کا دل نفرت اور غُصّے سے بھر گیا۔ اُس نے سوچا:

کہ ایک روز وہ ہیسالا سے اپنا انتقام ضرور لے گا۔ بن حُر نے اپنی ماں اور بہن کو فوجیوں کی گرفت میں دیکھا، تو اس کی آنکھوں میں آنسو آ گئے۔

"اب ان کا کیا ہوگا؟"

بعد میں بن حُر نے گلی میں اپنی ماں اور بہن کو قیدیوں کے درمیان ڈھونڈنے کی کوشش کی۔ اچانک ایک قیدی عورت بھاگتی ہوئی پھاٹک میں داخل ہوئی۔ وہ بن حُر کی طرف بھاگتی ہوئی آئی اور اُس کی ٹانگوں سے لپٹ گئی۔ بن حُر نیچے جھکا اور آہستہ سے بولا "عامرہ! ترصہ اور ماں کے لئے زندہ رہو۔ وہ واپس آجائیں گی۔"

فوجی اُسے پکڑنے کے لئے آگے بڑھے۔ عامرہ اُٹھ کھڑی ہوئی اور سامنے خالی صحن کی طرف بھاگی۔ ایک افسر نے کہا "اُسے جانے دو۔ ہم گھر کو تالا لگا دیں گے اور وہ اندر بھوک سے مر جائے گی۔"

www.paklstanlpoint.com

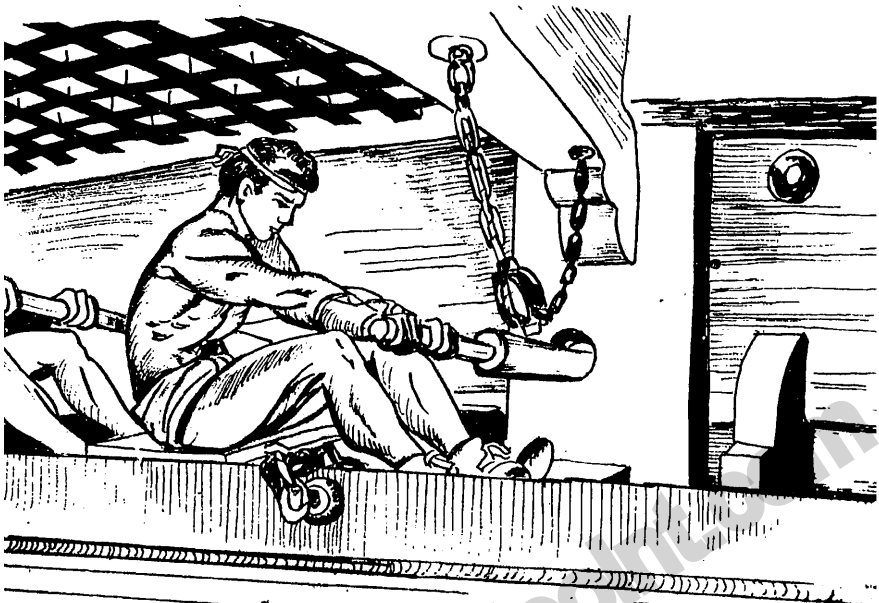

گیلی[1] کا غلام

تین سال گزرنے کے بعد ایک صبح جب چاروں طرف دھوپ پھیلی ہوئی تھی ایک رومی جنگی گیلی، کیمپری کے چٹانی جزیرے سے ہوتی ہوئی، خلیج نیپلز کے چمکتے پانیوں میں داخل ہوئی۔ جنوب میں کسی آتش فشاں سے دھوئیں کا ایک بادل اُٹھ رہا تھا

رومی سالار ایریس جو جنگی بیڑے کا کپتان تھا، پتھر کے چبوترے پر اپنے دوستوں کے ساتھ باتیں کر رہا تھا۔ "آج میں تمہیں ایک راز کی بات بتاتا ہوں کہ میں کس مقصد کے لئے دوبارہ سمندر کا رُخ کر رہا ہوں۔" ایریس نے کہا "یونانی قزاقوں کے جہازوں کا ایک بیڑہ بحیرہ ایٹجین میں گھس آیا ہے۔ ہمارے تجارتی جہاز اس سے سخت سہمے ہوئے ہیں۔ انہوں نے شہنشاہ سے اپنی حفاظت کی درخواست کی ہے۔ آج صبح روینا کی بندرگاہ سے ایک سو

---

[1] گیلی (GALLEY) پرانے زمانے کا بحری جہاز جس کے تہہ خانے میں زنجیروں سے بندھے ہوئے قیدی غلام چپو چلایا کرتے تھے۔

گیلیوں کا ایک بیڑہ روانہ ہو رہا ہے۔ میں سمندر میں اُن سے جا ملوں گا۔"

اُس نے بڑے فخر سے سر اُٹھا کر ساحل کی طرف بڑھتے ہوئے جہاز پر نظر ڈالی۔ سفید بادبان پھڑ پھڑا رہا تھا۔ دونوں طرف چپوؤں کی تین تین قطاریں تھیں۔ جوں ہی جہاز ساحل سے لگا، ملّاحوں نے بادبان نیچے کھینچ دیا۔

گیلی ایک ہچکولے کے ساتھ ساحل سے آلگی۔ عرشے سے ایک سیڑھی ساحل پہ لٹکائی گئی اور ایریسیس گیلی پہ سوار ہو گیا۔

ایریسیس نے گیلی پہ سوار ہوتے ہی روانگی کا حکم دیا اور جہاز کا معائنہ کیا۔ اُس نے چپّو بانوں کے سردار، جہاز کے کپتان اور بحری فوج کے کپتان کو باری باری ہدایات دیں۔

چپّو بانوں کا سردار سامنے ایک چبوترے پر بیٹھا ایک ہتھوڑے سے ایک تختے پر مناسب وقفوں سے ضربیں لگاتا تھا۔ اُس کی ہر ضرب کی رفتار کے حساب سے قیدی غلام چپّو چلاتے تھے۔

چپّو بان کے پیچھے ایک اونچے چبوترے پہ ایک حفاظتی جنگلے میں ایریسیس ایک آرام کرسی پہ بیٹھا ہوا تھا۔ وہ گھنٹوں بیٹھا غلاموں کو چپّو چلاتے ہوئے دیکھتا رہتا لیکن کچھ وقت گزرنے کے ساتھ چپّو چلانے کی حرکات میں ایک یکسانیت سی آجاتی۔

ایریسیس کی تیز نگاہیں بار بار ۶۰ نمبر قیدی غلام کی طرف لوٹ جاتیں۔ قیدی نے ابھی جوانی کی دہلیز پہ قدم رکھا ہی تھا۔ اُس کی عمر بیس سال سے اوپر نہ ہوگی۔ اوپر سے چھنتی ہوئی روشنی میں اُس کا صحت مند جسم اور مضبوط بازو صاف نظر آتے تھے۔ نوجوان ایسی آسانی اور خوبصورتی کے ساتھ چپّو چلا رہا تھا کہ بالکل محسوس نہ ہوتا تھا کہ وہ کوئی مشقت کر رہا ہے۔

جب بھی نوجوان قیدی کی آنکھیں سالار ایریسیس سے دوچار ہوتیں، ایریسیس ایک مسکراہٹ کے ساتھ اُس کی طرف دیکھتا۔

www.pakistanipoint.com

چوتھے روز جب گیلی بحیرہ یونین سے گزر رہی تھی، ایریس نے اپنا زیادہ تر وقت عرشے پر ہی گزارا۔ بار بار اُس کا ذہن نوجوان قیدی کی طرف لوٹ جاتا۔

"کیا تم ۷۰ نمبر قیدی کو جانتے ہو؟" ایریس نے چپو بانوں کے سردار سے پوچھا۔

"جی ہاں" "وہ ایک نوجوان یہودی ہے۔ اور ہمارا سب سے اچھا چپو بان ہے۔ میں نے اُس کے بازوؤں میں چپو کو اس طرح دیکھا جیسے کہ ابھی ٹوٹ جائے گا۔"

"کوئی اور بات؟" ایریس نے پوچھا

"وہ بڑا فرماں بردار ہے۔" سردار نے کہا "ایک بار اُس نے درخواست کی تھی کہ اُسے جہاز کی دوسری طرف لگا دیا جائے۔ وہاں اُس کا جسم زیادہ سخت محنت کر سکے گا اور وہ زیادہ چاق و چوبند رہ سکے گا۔"

"اُس کی سوچ رومنوں جیسی ہے۔" ایریس نے تعریفی لہجے میں کہا۔ "میں چاہتا ہوں کہ اُس سے کچھ باتیں کروں۔ گھنٹے بھر کے بعد اُسے اُوپر عرشے پر بھیجو۔"

ایک گھنٹے کے بعد جب ایریس عرشے پر بے چین کھڑا تھا ۷۰ نمبر قیدی اُس کے پاس پہنچا، اور بولا "سردار نے مجھے کہا ہے کہ آپ مجھ سے ملنا چاہتے ہیں۔"

"تم کتنے عرصے سے غلام ہو؟" ایریس نے پوچھا

"تین سال سے" اس نے جواب دیا۔

ایریس کو اس کی بات کا یقین نہیں آ رہا تھا۔ اس نے سوچا کہ شاید یہ جھوٹ بول رہا ہے۔

"تمہارا باپ کون تھا؟" ایریس نے پوچھا۔

"وہ یروشلیم کے سرداروں میں سے تھا" قیدی غلام نے جواب دیا۔ "وہ ایک سوداگر تھا جو سمندروں میں سفر کرتا تھا۔ اُس کا نام انقنا تھا، اور وہ حُر کے خاندان سے تھا۔"

ایریسیں نے ذرا حیرت سے کہا۔" اچھا تم حُر خاندان کے لڑکے ہو؛ تو تم نے ہی گورنر کو قتل کرنے کی کوشش کی تھی ؛ سارے روم کی زبان پر تمہارا ذکر ہے۔ کیا تم اپنے جرم کو مانتے ہو؟"

" میں اپنے باپ دادا کی قسم کھا کے کہتا ہوں کہ میں بے گناہ ہوں۔" بن حُر نے جواب دیا۔

" میں تمہاری ساری داستان سننا چاہتا ہوں۔" ایریسیں نے کہا۔

بن حُر نے جلدی جلدی وہ سب کچھ کہہ سُنایا جو اُس کی گرفتاری کے روز پیش آیا تھا۔ ایریسیں نے بڑی دلچسپی سے اُس کی باتیں سُنیں نہ جانے اس کا دِل کیوں چاہ رہا تھا کہ اس قیدی کے بارے میں اور بھی معلومات حاصل کی جائیں۔

" اچھا ٹھیک ہے۔" اُس نے بلند آواز سے کہا۔" تم اپنی نشست پر واپس چلے جاؤ۔ میں تمہارے متعلق کچھ حیران سا تھا، اس لئے بلایا تھا اور کوئی بات نہیں۔"

بن حُر نے رسماً سر جُھکایا۔ وہ آہستہ سے مڑا اور اپنی نشست پر جا بیٹھا۔

بحری لڑائی

سالار ایرلیس اپنے سو گیلیوں کے بیڑے کے ساتھ خلیج اینٹیمونا میں داخل ہوا۔ جہاں وہ اپنے جہازوں کے معائنے کے لئے ایک روز کے لئے ٹھہر گیا۔ ایک گزرتے ہوئے تجارتی جہاز نے اُسے خبر دی کہ یُونانی قزاقوں کا تقریباً سو گیلیوں کا ایک بیڑہ جزیرہ ایوبیا کے بیچوں بیچ کہیں اوجھل ہو گیا ہے۔

ایرلیس نے اپنے نقشے کا جائزہ لیا۔ "قزاق یقیناً تھرما پولی کے پانیوں میں ہیں۔ اِدھر اُدھر ہی ہوں گے۔" ایرلیس نے اپنے آپ سے کہا۔ "میں اپنے بیڑے کو پچاس پچاس گیلیوں کے دو گروہوں میں تقسیم کروں گا۔ ایک سمندر میں جنوب سے داخل ہو گا اور

دُوسرا شمال سے۔ قزاقوں کا ایک بھی جہاز بچ کر نہ نکلنے پائے گا۔"

بیڑے نے فوراً ہی بادبان اٹھا دیئے۔ اس روز سارا دن قیدی غلاموں سے نہایت بے رحمی سے مشقت لی گئی۔ پچاس گیلیاں ایریس کے ہمراہ سمندر کے جنوبی حصے کی طرف روانہ ہوگئیں، اور باقی بیڑہ شمال کی سمت سے سمندر کے تنگ حصّے میں داخل ہونے کے لئے چل پڑا۔

تہہ خانے میں بن حُر اپنی نشست پر بیٹھا ہتھوڑے کی ہر ضرب کے ساتھ دوہرا ہُوا جا رہا تھا۔ وہ کئی گھنٹوں سے بغیر دم لئے چپو چلا رہا تھا۔ بن حُر نے ہر ممکن طریقے سے اپنی صحت بحال رکھنے کی کوشش کی تھی۔ جہاز کے اس سوراخ میں سے جہاں سے چپو گزرتا تھا، وہ سمندر کی تازہ ہوا میں گہرے گہرے سانس لیتا تھا۔ وُہ اُس وقت بھی کچھ نہ کچھ زبردستی کھا لیتا، جب اُس کی بھوک مر گئی ہوتی۔

"مجھے زندہ رہنا ہے۔ اور زندہ رہنا ہوگا۔ انتقام آدمی کو زندہ رکھتا ہے۔"

بن حُر سوچتا "مجھے بچ نکلنے کی کوئی راہ نکالنی ہوگی، اور جب بھی یہ ممکن ہُوا، میں اپنی ماں اور بہن کو ڈھونڈ نکالوں گا۔"

رات کا اندھیرا پھیلنے سے پہلے ہی جہاز شمال کی طرف مڑ گیا۔ اور اُسی وقت عرشے پر خوشبوئیں جلانے سے ساری فضا مہک اُٹھی۔

سالار پنجوں کے بل دیوتاؤں کے حضور مذبح پر کھڑا تھا۔

بن حُر نے سوچا۔ شاید اب لڑائی شروع ہونے والی ہے۔ گیلی کے غلام کی حیثیت سے بن حُر کو کئی جنگی جہازوں پر بھیجا جا چکا تھا مگر ابھی تک کوئی لڑائی نہیں ہوئی تھی۔

اچانک چپو بانوں کے سردار نے ہر ایک قیدی کے ٹخنوں کو ایک بھاری زنجیر سے باندھنا شروع کر دیا، تاکہ لڑائی کی شدّت کے دوران قیدی اپنی نشستوں سے بھاگ نہ سکیں۔

www.pakistanipoint.com

بن حر اپنے ساتھیوں کی طرح زنجیروں سے سخت نفرت کرتا تھا۔ وہ اس حالت میں اپنے آپ کو پھندے میں پھنسے ہوئے جانور کی طرح سمجھتا تھا۔ وہ چپو کی ہر ضرب کے ساتھ پر امید نگاہوں سے سالار کی طرف دیکھتا۔ لیکن رومی افسر نے اس پر کوئی توجہ نہ دی۔ چپو بانوں کا سردار زنجیریں پہناتا ہوا بن حر کے قریب سے قریب تر آتا جا رہا تھا۔ لوہے کی بھاری زنجیر کی کڑیوں کا شور بن حر کے ذہن پر ضربیں لگا رہا تھا۔

اُس نے دیکھا کہ چپو بانوں کا سردار اُس کی طرف بڑھ رہا ہے۔ بن حر نے مایوسی کے ساتھ اپنی ٹانگ آگے بڑھا دی۔ لیکن اُسی لمحے سالار ایریس اپنی نشست سے اُٹھ کھڑا ہوا اور اُس نے بن حر کو زنجیر پہنانے کا اشارہ کیا۔

"اس کا کیا مطلب ہے؟" بن حر نے خوش ہو کر سوچا۔ "مجھے زنجیر نہیں پہنائی گئی؟ لڑائی کے نہایت مشکل لمحوں میں بھی سالار مجھے نہیں بھولا۔ کیا یہ اس بات کا ثبوت نہیں ہے کہ اس بڑے افسر نے مجھے رہا کر دینے کا فیصلہ کر لیا ہے؟" بن حر کو اس بات کا پورا یقین ہو گیا تھا۔

بن حر اپنی آزادی اور رہائی کے حسین خوابوں میں ایسا کھو گیا کہ اُسے یہ بھی یاد نہ رہا کہ اس کا جہاز لڑائی میں اُلجھنے والا ہے۔ اُسے جب لڑائی کا خیال آیا تو ایک سرد لہر اس کے تن بدن میں دوڑ گئی۔ اس کا خواب تب ہی حقیقت بن سکتا ہے، جب رومی یہ لڑائی جیت لیں۔ اگر رومیوں کو خدانخواستہ شکست ہو گئی تو وہ دشمنوں کے ہتھے چڑھ جائے گا، اور پھر وہ گیلی کا غلام ہی رہے گا۔ اُس کی رہائی کی امیدیں خاک میں مل جائیں گی۔ یہ سوچ کر بن حر لرز گیا۔

ایک فوجی تیز تیز قدموں کے ساتھ اُس چبوترے کی طرف آیا جہاں سالار ایریس اپنی نشست پر بیٹھا ہوا تھا۔ فوجی نے سالار کو کچھ بتایا۔

ایریس اُٹھ کھڑا ہوا، اُس نے اپنا خود سر پر رکھا، تلوار لگائی، ڈھال تھامی، اور

بحری فوجوں کے کپتان کی طرف چل پڑا۔

"تیار ہو جاؤ" وہ پوری آواز سے چیخا۔ "قزاق قریب آ رہے ہیں۔"

جو اُونگھ رہے تھے، وہ ہڑبڑا کر اُٹھ بیٹھے۔ افسر اپنی اپنی کمین گاہوں کو بھاگے فوجی اپنے اپنے ہتھیار سنبھال کر عرشے کی طرف بڑھنے لگے۔ بھرے ہوئے ترکش اور نیزوں کے گٹھے اوپر پہنچائے گئے۔

کیبن میں ہر طرف کھلبلی مچی ہوئی تھی۔ رُومی جنگ کے لئے کمر کس رہے تھے ایک طرف تیل کے کنستر اور آتشی گولے فوری استعمال کے لئے ڈھیر کر دیئے گئے تھے۔ کچھ اور بتیاں روشن کر دی گئیں تھیں۔ جب یہ تیاریاں مکمل ہو گئیں تو سالار ایریس مڑا اور عرشے پر جانے والی سیڑھی پر چڑھ گیا۔

عرشے سے آنے والی آوازوں اور شور سے بن حُر نے اندازہ لگا لیا کہ لڑائی کی آخری تیاریاں ہو رہی ہیں۔ ملاحوں نے بادبان گرا دیئے اور جال پھیلا دیئے۔

ایک بار پھر گیلی پر خاموشی چھا گئی۔ یہ خاموشی کسی آنے والے طوفان کی خبر دے رہی تھی۔ ایک ہی اشارے پر چپو بان رُک گئے۔ اپنے چپوؤں کو تھامے ہوئے بن حُر تیار بیٹھا تھا۔ عرشے سے ایک اشارہ ملا۔ چپو جھکائے گئے اور گیلی دوبارہ آگے بڑھنے لگی۔ کہیں سے بھی کوئی آواز نہیں آ رہی تھی۔ ہر ایک قیدی کسی حادثے کا منتظر تھا۔ اور یوں لگتا، جیسے جہاز بھی اپنا سانس روکے آگے بڑھ رہا ہے۔

سامنے سے نقاروں کی آوازیں

سنائی دیں۔ بن حُر سمجھ گیا کہ ایریس نے جہاز کو لڑائی میں جھونک دیا ہے۔ اچانک ایک زوردار دھچکا لگا۔ گیلی کی ایک ایک چول چیخ اُٹھی۔ بعض چپوبان آگے گر پڑے۔ جہاز پیچھے ہٹا، سنبھلا اور تاریکی میں آگے بڑھ گیا۔ کوئی نقصان نہ ہوا تھا۔ بن حُر نے اندازہ لگایا کہ ایریس نے دشمن کے کسی جہاز کو تباہ کرنے کے لئے اُس پر ضرب لگائی تھی۔

اوپر نقاروں کا فاتحانہ شور سُنائی دے رہا تھا۔ رومیوں نے اپنے پہلے دشمن کو ڈبو دیا تھا۔ چپو تیز تیز چلانے کے لئے سردار کے ہتھوڑے کی ضربوں میں پھر سے تیزی آ گئی تھی۔ ایک بار پھر رومیوں کے نعروں کی گونج میں، دُور سے چیخوں اور آہ و بکا کا شور سُنائی دیا۔ ہر طرف لڑائی کا شور بڑھتا جا رہا تھا۔ بن حُر جہازوں کے ڈوبنے کی آوازیں اور سمندر میں گرنے والوں کی چیخیں اور فریادیں سنتا رہا۔

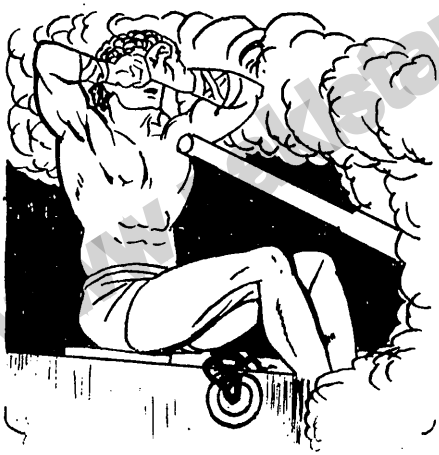

کیبن دھوئیں سے بھر گیا تھا، جس سے بتیوں کی روشنی بھی دھندلا گئی تھی۔ بن حُر نے اپنی جلتی ہوئی آنکھوں کو ملا اور منہ کھول کر زور سے سانس لیا۔ وُہ سمجھ گیا کہ وہ کسی جلتے ہوئے جہاز کے دھوئیں میں سے گزر رہے ہیں۔

گیلی جو پوری رفتار سے آگے بڑھ رہی تھی، اچانک ایک روزدار دھماکے کے ساتھ ہل کر لرزنے لگی۔ چپوبانوں کے ہاتھوں سے چپو چھوٹ گئے اور وہ اپنی نشستوں سے نیچے جا پڑے۔ گیلی دشمن کے جہاز سے ٹکرا گئی تھی۔ اوپر عرشے پر تیز بھاگتے ہوئے قدموں کی آوازیں آ رہی تھیں اور دست بدست لڑائی کا شور اور چیخیں سُنائی دے رہی تھیں۔ اچانک اوپر سے ایک

جسم، سر کے بل بن حر کے قریب ہتھیاروں کے ڈھیر پہ آگرا۔ یہ جسم ایک نیم برہنہ قزاق کا تھا۔ بن حر سمجھ گیا کہ دشمن گیلی پر چڑھ آیا ہے۔

جب بن حُر کو یہ احساس ہُوا کہ ایریس اُوپر لڑائی میں گھرا ہُوا ہے تو خوف کی ایک لہر اُس کے تن بدن میں دوڑ گئی۔

کیبن میں افراتفری مچی ہوئی تھی، لوگ اِدھر اُدھر بھاگے پھر رہے تھے۔ غلام اپنے آپ کو چھڑانے کے لئے پاگلوں کی طرح زنجیروں سے اُلجھ رہے تھے۔ بن حُر اپنی نشست سے کود پڑا۔ ''ایریس کو زندہ رہنا چاہیئے'' وہ بڑبڑایا اور اوپر عرشے کی طرف بھاگا۔

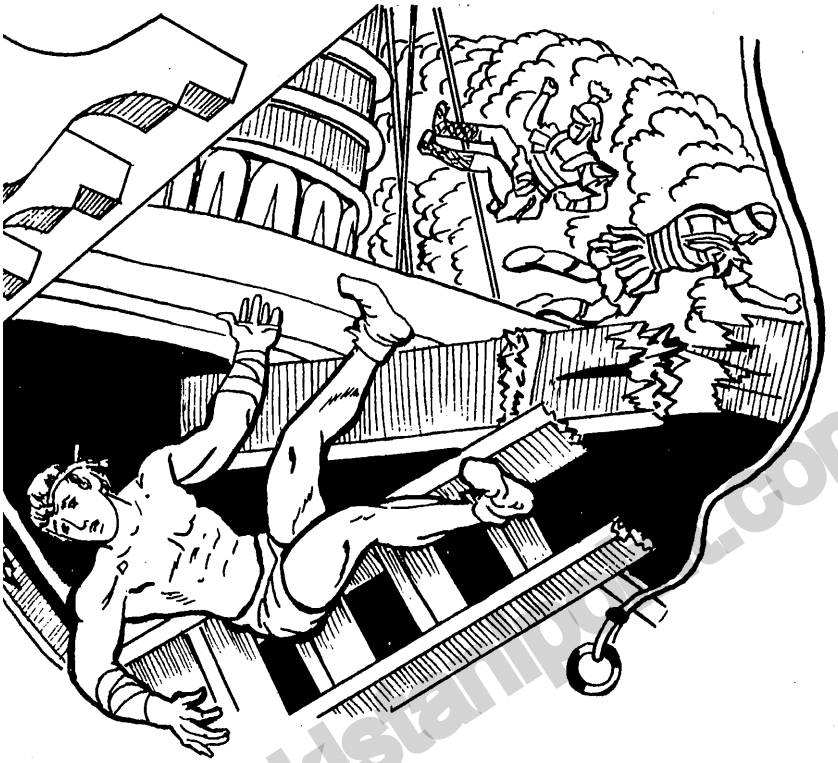

جہاز کی تباہی

www.paksitanpoint.com

عمران ابھی چند سیڑھیاں چڑھا ہی تھا کہ اچانک چلتے ہوئے جہاز کی ایک سیڑھی چرچراتی ہوئی اُس کے نیچے سے نکل گئی۔ وہ پیچھے کودا، بڑی مشکل سے اُس نے اپنے پاؤں جمائے۔ اُس کے نیچے جہاز کا فرش اُکھڑتا ہوا محسوس ہو رہا تھا۔ اور یوں لگتا تھا، جیسے یہ اُسے ہوا میں اُچھال دے گا۔ جہاز کے ایک طرف کا حصّہ سارے کا سارا نیچے آ رہا تھا۔ ہر سمت پانی کی لہریں اور تھپیڑے محسوس ہونے لگے۔ شائیں شائیں کرتی ایک سیاہ لہر اُس کے اوپر سے گزر گئی۔ یہ تند و تیز لہر اُسے بہا کر اچھلتی بل کھاتی گہرائیوں میں گھسیٹ

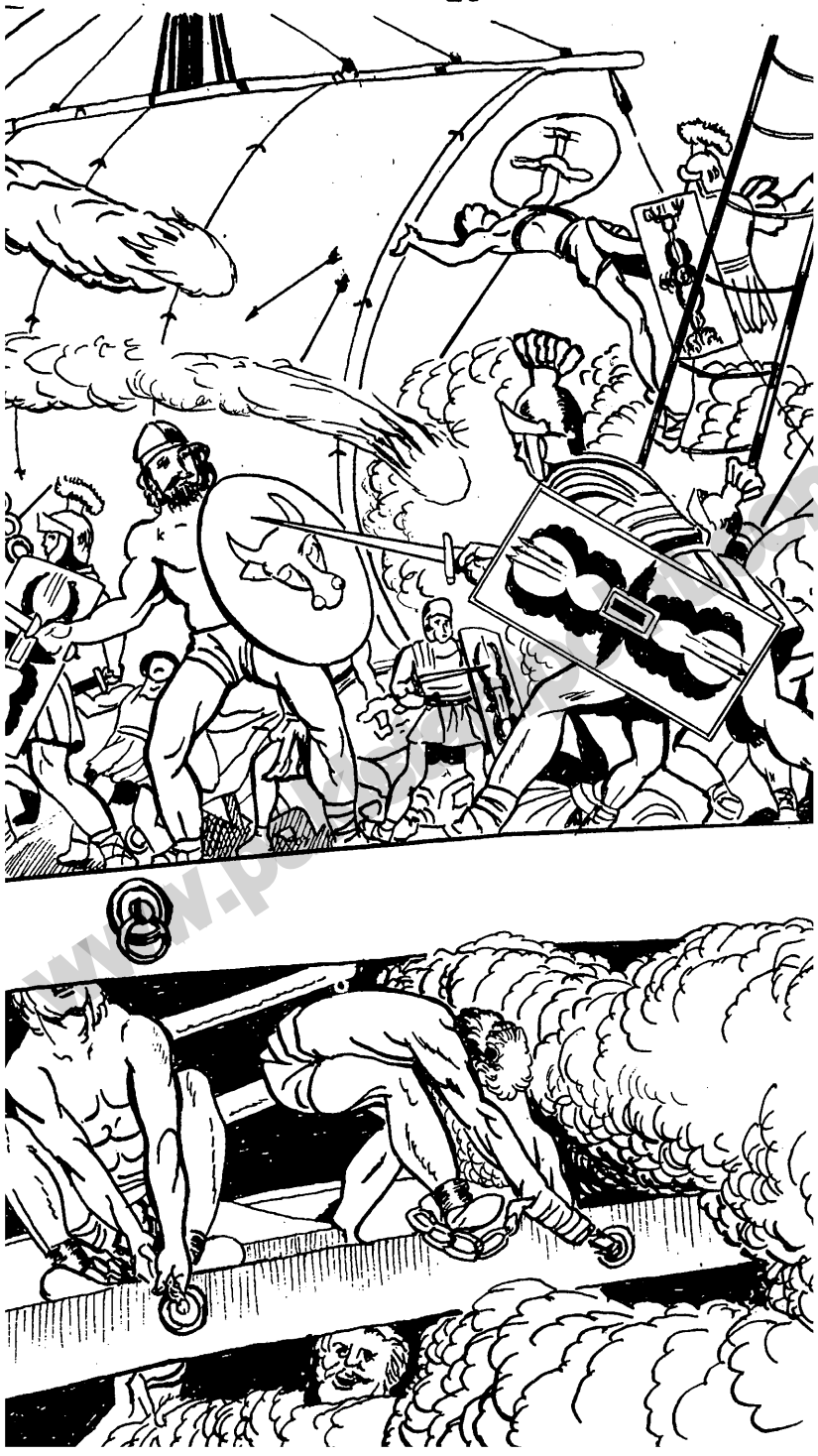

کرلے گئی۔

اُس نے اپنی جان بچانے کے لئے آخری بار پوری قوت سے ہاتھ پاؤں مارنا شروع کر دیئے۔ ایک بہتا ہوا تختہ اُس کے ہاتھ لگ گیا۔ بڑی جدوجہد کے بعد وہ اس پہ سوار ہونے میں کامیاب ہو گیا۔ تختے پر لیٹ کر کھلی ہوا میں سانس لیتے ہوئے بن حُر کو برسوں سکون ملا۔ وہ اب بھی لڑائی کا شور اور زخمیوں کی چیخیں سُن رہا تھا۔

وہ تختہ، جس پہ وہ سوار تھا، اُس کے خوب کام آیا۔ اپنے ہاتھوں کو چپوؤں کی طرح استعمال کرتے ہوئے اُس نے لڑائی کے شور سے دُور ہونے کی جدوجہد شروع کر دی۔ اُسے رُومیوں اور قزاقوں دونوں کے ہی ہاتھوں میں پڑنے سے پہلے نکل بھاگنے کی ضرورت تھی، کیونکہ اگر وہ اُن میں سے کسی کے بھی ہاتھ لگ گیا تو پھر گیلی کا غلام ہو کر رہ جائے گا۔

تختے کے عین سامنے کسی کا سر اُوپر اُبھرا۔ دو ہاتھ سطح پہ اُبھرے اور پانی کو چیرنے لگے۔ بن حُر کے منہ سے چیخ نکل گئی۔ اُس نے اُس آدمی کو پکڑ کر اوپر گھسیٹ لیا۔ یہ سالار اربیس تھا۔

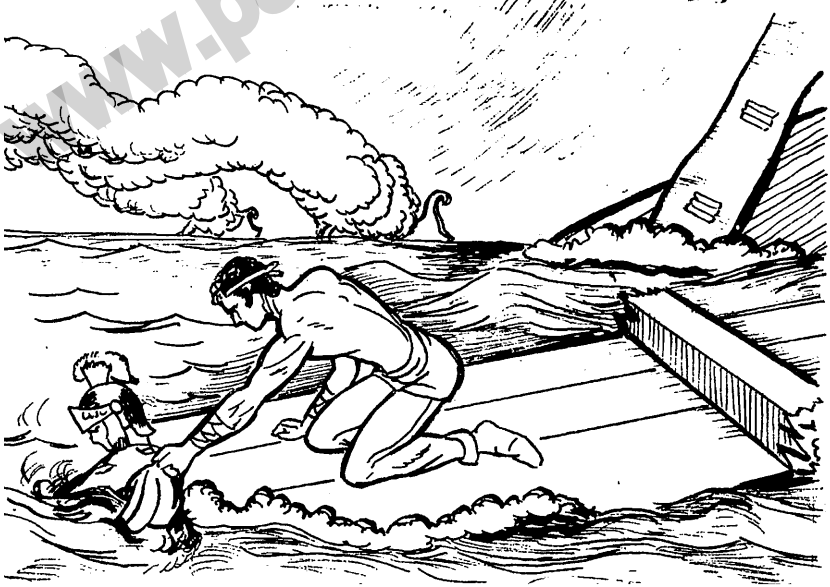

رومی سالار نڈھال اور بے حس ہو کر تختے پر گر پڑا۔ وہ صرف سانس لے رہا تھا۔
رات کی تاریکی میں لڑائی کا شور گم ہو گیا۔ فضا صاف ہو گئی۔
چمکیلی اور روشن صبح ہر سمت پھیل گئی۔ ہوا ساکن تھی۔ پرے بائیں جانب شفق کے ساتھ ساتھ خشکی ایک نیلی لکیر کی طرح نظر آ رہی تھی۔ لوگ اِدھر اُدھر تختوں اور مستولوں کے ساتھ چپکے ہوئے تیر رہے تھے۔

ایک گھنٹہ ہو چلا تھا۔ بن حُر کی بے چینی بڑھتی جا رہی تھی۔ اگر جلد کوئی مدد نہ مل سکی تو ایریس مر جائے گا۔ ویسے بھی وہ کبھی کبھی بالکل مُردہ لگتا تھا۔ کیونکہ وُہ سیس پڑا ہُوا تھا۔ لیکن اب ایریس میں زندگی کے کچھ آثار نظر آ رہے تھے۔ اس نے کمزور آواز میں کہا۔

"تُم نے اپنی زندگی کو خطرے میں ڈال کر میری جان بچائی ہے۔ جو کچھ بھی ہُوا میں تُمہارا شکریہ گزار ہُوں۔ اگر میری کوئی گیلی ادھر آنکلی اور میں بچ سکا تو میں تمہارے احسان کا بدلہ ضرور چکاؤں گا۔ لیکن مجھے یہ بتاؤ کیا تم سچ مچ حُر کے لڑکے ہو؟"

"میں حُر کا ہی بیٹا ہوں۔ میں نے جو کچھ بتایا تھا وہ سچ ہے۔"

"میں تُمہارے باپ کو جانتا ہوں اور اُسے پسند کرتا تھا۔" ایریس نے کہا۔ "میری انگلی میں ایک انگوٹھی ہے، اسے اُتار کر تُم پہن لو۔"

بن حُر نے انگوٹھی پہن لی۔

ایریس پھر کہنے لگا "میں ایک بڑا رئیس ہوں لیکن میرے کوئی اولاد نہیں۔ تم میرے گھر کے مختار کو یہ انگوٹھی دکھانا۔ اُسے بتانا کہ یہ انگوٹھی کس طرح تمہیں ملی تو جو بھی تم مانگو گے وہ تُمہیں ضرور دے گا، بلکہ سب کچھ تُمہارا ہی ہو گا۔ اگر میں زندہ رہا تو اس سے بڑھ کر تمہارے کام آؤں گا۔ میں تمہیں آزاد کر دوں گا اور تمہاری جائیداد اور خاندان کو بحال کر دوں گا۔ تم سُن رہے ہو نا؟"

"معزز ایریس میں سب کچھ سُن رہا ہوں۔" دُور سے آتی ہُوئی ایک آواز نے بن حُر کو چونکا دیا۔ "ایک جہاز بڑھا چلا آ رہا ہے!" وُہ چلّایا۔

"وہ کیسا لگتا ہے؟" ایریس نے پُوچھا۔

"بادبان چڑھائے ہوئے ہیں اور چپّوؤں کی تین قطاریں ہیں۔ میں اتنا ہی دیکھ سکتا ہوں۔"

ایریس نے ایک لمبی آہ بھری۔ "ایک رومی گیلی جب فتح کے بعد لوٹتی ہے تو اُس پر بیسیوں جھنڈے لہرا رہے ہوتے ہیں۔ یہ ضرور دشمن کی گیلی ہے۔"

کافی دیر تک دونوں خاموش رہے۔ بن حُر بار بار جہاز کو تکتا رہا۔ "جہاز ٹھہر گیا ہے۔" بن حُر نے کہا۔ "اُس میں سے ایک کشتی اتاری جا رہی ہے۔"

"کیا اب تم اُس کا پرچم دیکھ سکتے ہو؟"

"نہیں، کیا رومی جہاز کی کوئی اور شناخت بھی ہے؟"

"مستول کے سرے پر ایک خود ہونا چاہیئے۔"

بن حُر نے ایک بار پھر غور سے جہاز کو دیکھا۔ "مستول کے سرے پر کچھ ہے ضرور۔ یہ یقیناً رومی جہاز ہے۔" بن حُر نے کہا۔ "چھوٹی کشتی میں سوار لوگ سمندر میں گرے ہوئے لوگوں کو کشتی میں چڑھا رہے ہیں۔ قزاق ایسے بھلائی کے کام نہیں کیا کرتے۔"

ایریس نے سپاٹ آواز میں کہا۔ "قزاق اُس وقت لوگوں کو سمندر سے نکالتے ہیں ہمیشہ پہل کرتے ہیں جب انہیں گیلی کے لئے غلاموں کی ضرورت ہوتی ہے۔"

سورج کافی چڑھ آیا تھا، اور دھوپ تیز ہو رہی تھی۔ بن حُر کو پیاس ستانے لگی۔ اس کے چہرے کی جلد تین برس تک گیلی میں رہنے کی وجہ سے بڑی نازک ہو چکی تھی۔ دھوپ کی تیزی سے جسم میں جلن ہونے لگی۔ اُس نے اپنا سر ٹھنڈے پانی میں ڈبو دیا۔

ایریس نے آنکھیں کھولیں، بڑی مشکل سے اپنا سر گھمایا اور گیلی کی طرف دیکھا۔

"خُدا کا شکر ہے۔" اس نے کمزور آواز میں کہا۔ "مستقبل پہ خود کا نشان ہے، اس لیے میں کہہ سکتا ہوں کہ یہ جہاز رُومی ہے۔" ایک کمزور سی مسکراہٹ کے ساتھ اُس نے اپنا سر دوبارہ تختے پہ ٹکا دیا۔ "ہم بچ گئے، فتح میری ہے اپنا ہاتھ ہلاؤ! اور انہیں جلد آنے کو کہو۔"

بن حُر گھٹنوں کے بل اُٹھ کر زور زور سے ہاتھ ہلانے لگا۔

"انہوں نے ہمیں دیکھ لیا ہے۔" اُس نے کہا۔ "وہ ہمارے لئے ایک چھوٹی کشتی بھیج رہے ہیں۔"

"مجھے آج کی اس فتح پہ عزّت اور مرتبہ ملے گا۔" ایریس نے کہا۔ "میں تمہیں ساتھ لے جاؤں گا۔ میں تمہیں اپنا بیٹا بناؤں گا۔ اب تم مجھ سے منسوب کئے جاؤ گے۔ آج کے بعد تمہیں کسی بات کی کمی نہ رہے گی۔"

ماں اور بہن کی تلاش

بن حُر کو ایریس کا بیٹا بنے ہوئے کئی سال گزر چکے تھے۔ ایک دن وہ مشرق کے خوبصورت شہر انطاکیہ کی طرف جانے والے ایک تجارتی جہاز میں سوار ہُوا۔

جہاز دریائے اورن ٹاس میں آہستہ آہستہ آگے بڑھ رہا تھا۔ دھوپ چاروں طرف پھیلی تھی۔ بن حُر بادبان کی چھاؤں تلے بیٹھا تھا۔ اس نے ایک ڈھیلا ڈھالا سا سفید چُغا پہن رکھا تھا۔ اور خاموشی کے ساتھ پاس بیٹھے ہوئے چند مسافروں کی گفتگو سُن رہا تھا

"وہ زرد جھنڈے جو ہم اُن جہازوں پہ دیکھ رہے ہیں"۔ ایک نے کہا۔ "کیا کوئی جانتا ہے کہ ان کا کیا مطلب ہے؟"

"میں جانتا ہوں۔" ایک یہودی نے کہا۔ زرد جھنڈوں والے یہ سارے جہاز انطاکیہ کے یہودی کے ہیں جس کا نام سمونا ئیڈز ہے۔ اُس کے پاس اتنی گیلیاں ہیں کہ ایک شاہی جہاز تیار ہو سکتا ہے۔ لیکن اس کے متعلق عجیب و غریب باتیں مشہور ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ چند برس پہلے وہ یروشلیم کے ایک قدیم خاندان حُر کا معمولی نوکر تھا۔"

بن حُر نے اپنی بیتابی اور تجسّس کو چھپانے کی کوشش کی، لیکن اُس کے دل کی دھڑکنیں تیز ہو گئیں۔

"رئیس حُر کے پاس جہازوں کا ایک بہت بڑا بیڑا تھا اور اُس کا کاروبار مختلف ملکوں میں پھیلا ہوا تھا۔"

"یہ رئیس حُر وہی ہے نہ جو اپنے ایک جہاز کے ساتھ ڈوب گیا تھا؟"

"ہاں" یہودی نے جواب دیا۔ "اُس کا یہ کاروبار اُس وقت تک چلتا رہا جب تک کہ اُس کے بیٹے نے معزز گریٹس کو ایک روز یروشلیم میں قتل کرنے کی کوشش نہ کی تھی۔ اِس جرم میں سارا خاندان گرفتار کر لیا گیا۔ اور اُس کا کوئی فرد بھی زندہ نہ بچا۔ یہودی سوداگر سمونا ئیڈز، رئیس کا انطاکیہ میں نمائندہ تھا۔ اس نے تھوڑے ہی عرصہ بعد جہازوں کا اپنا کاروبار شروع کر لیا۔ یہ خیال کیا جاتا ہے کہ اُس نے حُر خاندان کی خفیہ دولت کو یہ کاروبار شروع کرنے کے لئے استعمال کیا۔ گریٹس کو بھی یہی شک تھا۔ اس نے سوداگر کو گرفتار کر کے اذیتیں دینے کا حکم دیا تاکہ وہ اس دولت کا راز اُگل دے۔"

"بیچارے سمونا ئیڈز نے اقرار نہ کیا۔ حالانکہ اِن اذیتوں نے اُسے بالکل معذور اور اپاہج بنا دیا۔"

جب جہاز انطاکیہ پہنچا، تو بن حُر نے یہودی سوداگر سے سمونا ئیڈز کے بارے میں دریافت کیا کہ وہ کہاں مل سکتا ہے۔

"دریا کے ساتھ ساتھ پہلے پُل کے پاس ہی اس کا گھر ہے۔" یہودی نے کہا۔

پُل کے ساتھ ہی بن حُر کو سوداگر کا گھر دکھائی دیا۔ سیاہ پتھروں کی اونچی دیواریں دُور تک پھیلی ہوئی تھیں جو بالکل قلعے کی دیوار کی طرح نظر آ رہی تھیں۔ گھر کا بڑا دروازہ کھلا ہُوا تھا۔ قریب ہی دریا کے کنارے ہر قسم کے سامانِ تجارت کے ڈھیر لگے ہوئے تھے۔ وہاں کئی گیلیاں بھی تھیں۔ کچھ پر سامان لادا جا رہا تھا اور کہیں سے سامان اُتر رہا تھا۔ ہر جہاز کے مستول پر رومی جھنڈا لہرا رہا تھا۔

بن حُر سمونائیڈز کے گھر میں داخل ہُوا وہ سوچ رہا تھا کہ نہ جانے سمونائیڈز اس بات کا اقرار کرے گا بھی کہ نہیں کہ وہ کبھی حُر خاندان کا ایک غلام تھا۔ کیونکہ اگر وہ اقرار کر لیتا ہے تو اُسے اپنی دولت اپنا سارا کاروبار، یہاں تک کہ اپنی آزادی بھی اپنے نوجوان آقا کے حوالے کرنی ہوگی۔

"مجھے اس دولت کی ضرورت نہیں۔" بن حُر نے اپنے آپ سے کہا۔ "اگر وہ مجھے ماں اور تزصہ کی کچھ خبر دے گا، تو میں اُس سے کچھ اور پُوچھے بغیر ہی اُسے آزاد کر دوں گا۔"

چند لمحوں بعد بن حُر کو اُس کمرے میں پہنچا دیا گیا جہاں بوڑھا یہودی بیٹھا تھا۔ سمونائیڈز کا معذور جسم گدوں کے سہارے پڑا تھا جس پر ریشم کا ایک رضائی نما چوغہ ڈالا ہُوا تھا۔ اُس کے پہلو میں اُس کی لڑکی کھڑی تھی۔ اُس کی عمر کوئی سولہ سال کے قریب تھی۔

"کون مجھ سے ملنا چاہتا ہے؟" بوڑھے نے پُوچھا

"میں ہُوں یہوداہ بن ہُور، حُر کے خاندان کا آخری سربراہ۔"

www.pakistanipoint.com

"میں رئیس حُر سے واقف ہُوں۔ ہم اکٹھے کاروبار کیا کرتے تھے۔ مہربانی سے بیٹھ جاؤ۔"

بن حُر نے سوداگر کی طرف دیکھا۔ "سمونائیڈز" اُس نے بڑے اعتماد سے کہا وہ میرے باپ کی وفات کے وقت اُس کا ایک وفادار نوکر تھا جس کا نام بھی یہی تھا جو تمہارا ہے، اور مجھے بتایا گیا ہے کہ تم وہی ہو۔"

بُوڑھے نے سختی سے رضائی کا سرا تھام لیا۔ "اِس سے پہلے کہ میں تمہاری بات کا جواب دُوں، میں جاننا چاہتا ہوں کہ تمہارے پاس کیا ثبوت ہے کہ تم حُر کے بیٹے ہو؟"

بن حُر کو کچھ نہیں سوجھ رہا تھا کہ وہ کیا جواب دے۔ "میں اِس وقت ثابت نہیں کر سکتا۔ کہ میں کون ہُوں۔ البتّہ میں تمہیں اپنی داستان سُناتا ہوں۔"

"تو سُناؤ میں ضرور سنُوں گا۔" یہودی نے کہا۔

اُس نے یروشلیم میں اپنی ابتدائی زندگی سے لے کر گرفتاری اور گیلی کا غلام ہونے تک کے واقعات سُنائے۔ اُس نے بتایا کہ اس نے کس طرح سالار ایریس کی جان بچائی۔

"ایریس مجھے اپنے گھر لے آیا اور مجھے اپنا لے پالک بیٹا بنا لیا۔" بن حُر نے اُسے بتایا۔ "وُہ بڑا مہربان باپ ثابت ہُوا۔ پچھلے پانچ برس میں نے فنونِ جنگ سیکھنے میں صرف کئے ہیں۔"

بوڑھے نے اُسے ٹٹولتی ہوئی نظروں سے دیکھ کر پُوچھا۔ "تُم یہاں کیا لینے آئے ہو؟"

"چند ماہ قبل نیک دل ایریس سمندر میں ہی چل بسا۔ اُس کا جو کچھ بھی ہے اب میرا ہے میں بہت مالدار ہُوں۔ میں یہاں اپنی ماں اور بہن کی تلاش کے سلسلے میں آیا ہوں۔"

بوڑھے کا چہرہ سپاٹ تھا۔ اُس نے بڑی صاف آواز میں کہا۔ "جیسا میں نے تمہیں بتایا ہے کہ میں رئیس حُر کو جانتا تھا، لیکن اُس کے خاندان کے متعلق مجھے کچھ علم نہیں۔ وُہ سارے کے سارے شاید تباہ ہو گئے۔"

جیسے ہی بن حُر کمرے سے باہر نکلا، سمونائیڈز کا رویّہ ایک بار پھر

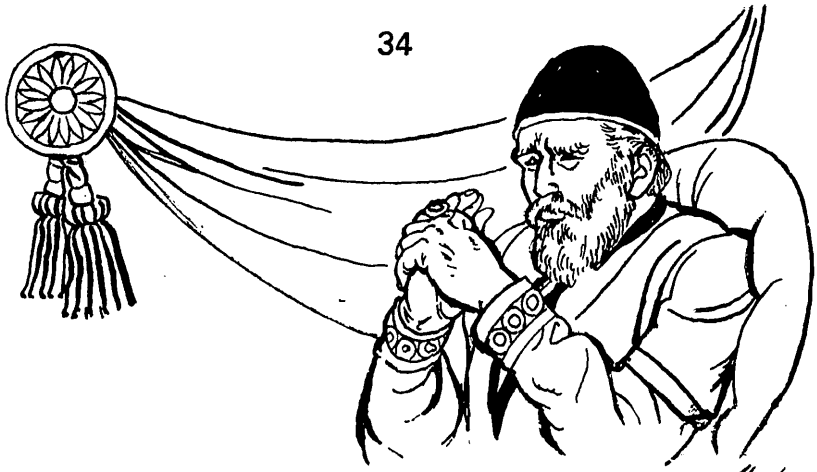

چمکنے لگیں۔ وُہ اپنی بیٹی کی طرف مڑا اور خوشی کے لہجے میں بولا۔ "ایسٹر! ملوک کو بلواؤ، جلدی کرو!"

دیوار میں سے ایک دروازہ کھلا اور ایک شخص اندر آکر سمونائیڈز کو آداب بجا لایا

"مَیں ایک اہم مہم تمہارے سپُرد کرنا چاہتا ہوں جس میں تمہیں ناکامی نہیں ہونی چاہیئے۔" سمونائیڈز نے کہا۔ "ایک دراز قد نوجوان ابھی ابھی میرے گھر سے نکلا ہے۔ اُس کا تعاقب کرو اور ہر روز رات کو مجھے اُس کی سرگرمیوں کی اطلاع دو۔"

"ملوک دوبارہ آداب بجا لایا اور رخصت ہوگیا۔ سمونائیڈز نے اپنی بیٹی کے چہرے پر نگاہ دوڑائی۔ "مَیں دیکھ رہا ہوں کہ تم نے نوجوان کی داستان کو سچ جان لیا ہے"

"اباجان" ایسٹر نے پریشان لہجے میں کہا۔ "کیا آنے والا اس سارے کاروبار کا اصل حقدار نہیں ہے؟"

سمونائیڈز مسکرایا۔ "میں تمہیں ساری حقیقت بتاؤں گا۔ وُہ بالکل اپنے باپ کی طرح ہے۔ میری روح اُسے سلام کرنے کو بیتاب تھی۔ لیکن میں نے اپنے جذبات کو چھپائے رکھا۔ مَیں صرف یہ جاننا چاہتا ہوں کہ کیا وہ اس لائق ہوگیا ہے کہ اپنی دولت کو دانشمندی سے سنبھال سکے۔"

"کیا وہ پھر آئے گا۔"

"موزوں وقت پر مَیں اُسے بلواؤں گا۔ وُہ سوچتا ہے کہ اُس کے جان پہچان والے سبھی مر چکے ہیں لیکن ایک ابھی زندہ ہے جو اُسے پہچان لے گی۔ اُس کی بوڑھی دایا عامرہ ابھی تک زندہ ہے۔"

www.pakistanipoint.com

بن حُر اور میسالا کی مُلاقات

مایوس اور بے چین بن حُر شہر سے باہر جاتے ہوئے لوگوں کی ایک بھیڑ کے ساتھ ساتھ چلتا ہُوا تفریح گاہ میں آنکلا۔ یہ درختوں سے گھری ہوئی ایک سیر گاہ تھی، جس میں بل کھاتی روشیں، فوّارے، کھیل کے میدان، باغات اور جا بجا مجسّمے نصب تھے۔

وہ درختوں کے ایک جھنڈ کی طرف مُڑا ہی تھا کہ اُسے اپنے سامنے نقاروں کا شور سُنائی دیا۔ ایک نوجوان یہودی گھاس پر سے اُٹھ کر بن حُر کے پاس آیا اور بولا۔

"تُم پر سلامتی ہو!" اجنبی نے کہا۔

"شکریہ" بن حُر نے جواب دیا۔ "کیا آپ بتا سکتے ہیں کہ یہ نقارے اس وقت کیسے بج

رہے تھے ؟"

"یہ رتھوں کی دوڑ کے مقابلے میں حصّہ لینے والوں کے لئے سجائے جا رہے تھے۔ آؤ میرے ساتھ آؤ۔ میرا نام ملوک ہے۔ میں انطاکیہ کا سوداگر ہوں۔ آپ کو اپنے شہر میں خوش آمدید کہتا ہوں۔"

درختوں کی قطاروں میں سے گزر کر دونوں نوجوان ایک میدان میں آ گئے جس میں رتھوں کے لئے راستے بنائے گئے تھے۔

ایک رتھ نہایت تیزی سے سامنے سے گزرا جسے چار عمدہ گھوڑے کھینچ رہے تھے۔ بن حُر نے گھوڑوں کو تعریفی نظروں سے دیکھا "میں شاہی اصطبل میں گیا ہوں۔ لیکن میں نے ایسے عمدہ گھوڑے کبھی نہیں دیکھے۔ ان کا مالک کون ہے ؟"

"شیخ یلدرم، عرب کا ایک سردار"

ایک اور رتھ آتا دکھائی دیا۔ جیسے ہی یہ قریب آیا، لوگوں نے تالیوں اور نعروں سے اس کا استقبال کیا۔

رتھ اور گھوڑے بڑے شاندار نظر آتے تھے۔ بن حُر نے سوار پہ ایک نگاہ ڈالی۔ اُسے یہ صورت کچھ جانی پہچانی نظر آئی۔ جب رتھ بن حُر کے قریب سے گزرا تو بن حُر نے غور سے سوار کو دیکھا۔ اب وہ سمجھ گیا کہ یہ سوار اتنا جانا پہچانا کیوں لگتا ہے۔ یہ اُس کا بدترین دشمن میسالا تھا۔

www.pakistanipoint.com

وقت نے میسالا کے غرور کو کم نہ کیا تھا وہ عمدہ ترین گھوڑوں کا مالک تھا جو دولت کے بل بوتے پر خریدے جا سکتے ہیں۔ اُس کا رتھ بھی انتہائی شاندار تھا، جو سنہری تاروں سے سجایا گیا تھا پہیوں کے دُھروں پر پیتل کے غرّاتے ہوئے شیروں کے سر بنے ہوئے تھے۔ میسالا میں کوئی تبدیلی نہ آئی تھی وُہ پہلے کی طرح اب بھی مغرور، نڈر اور بے باک تھا۔

جب ملوک اور بن حُر رتھوں کی گزرگاہ کے قریب ٹہل رہے تھے، تو تماشہ گاہ میں ایک عرب نے کھڑے ہو کر اعلان کیا۔

"اے مشرق و مغرب کے صاحبان توجہ فرمائیے!" اس نے پکار کر کہا "جناب شیخ ایلدرم کو ایک ایسے ماہر شہ سوار کی تلاش ہے جو دوڑ میں اُس کے گھوڑوں کو بھگا سکے۔ اور جو کوئی شیخ کے اطمینان کے مطابق اُن کو بھگا سکے گا وہ اُسے انعام واکرام سے مالا مال کرے گا۔"

بن حُر نے رُک کر شیخ پر ایک نگاہ ڈالی، جیسے کہ وُہ اس اعلان پر عمل کرنے کے بارے میں سوچ رہا ہو۔ اور پھر اُس نے مڑ کر مسکراتے ہوئے اپنے نئے دوست کی طرف دیکھا "بھلے آدمی، اب چلو کدھر کو چلنا ہے۔"

ملوک ہنس دیا "چونکہ تم اس شہر میں پہلی مرتبہ آئے ہو، اس لئے تمہیں کاسٹیلیا کے مشہور فوّارے پر چلنا چاہیئے۔ وہاں تمہیں شاید اپنی قسمت کا حال معلوم ہو جائے۔"

جب وہ چل رہے تھے تو بن حُر کے خیالوں پر میسالا چھایا ہوا تھا گیلی کے غلام کی حیثیت سے اس نے اذیت کے دن گزارے تھے، اُن دنوں وُہ ہر وقت میسالا سے انتقام لینے کے خواب دیکھتا رہتا تھا۔ اب وہ دن آ گیا تھا۔

ملوک اور بن حُر شیشم کے درختوں کے جھنڈ کی طرف مُڑ گئے۔ لوگ ٹولیوں میں اِدھر اُدھر گھوم رہے تھے۔ ہجوم کو چیرتے ہوئے بن حُر نے دُور ایک پتھر کے فوّارے سے پانی کی خوبصورت دھار کو سیاہ مرمر کے ایک تالاب میں گرتے دیکھا۔ پاس ایک بوڑھا

بیٹھا تھا۔ لوگ اُسے سکّے دیتے اور وُہ اُنہیں ایک نرسل کا پتہ پکڑا دیتا۔ وُہ اِن پتّوں کو پانی میں ڈبوتے اور پھر دھوپ میں لے جا کر اس پر اپنی قسمت کا حال پڑھتے۔

جونہی بن حُر فوارے کے قریب پہنچا، چند اجنبی مسافر اس کی توجہ کا مرکز بن گئے۔

"کتنا خوبصورت اُونٹ ہے!" کسی نے ہجوم میں سے کہا۔

"کوئی دُور کا شہزادہ ہے۔" دُوسرے نے کہا۔

اُونٹ چاندی کی گھنٹیوں کی چھنا چھن میں بڑھتا چلا آ رہا تھا۔ ریشمی کجاوے میں ایک دُبلا پتلا بزرگ سر پہ ایک بڑی سی پگڑی رکھے نظر آ رہا تھا۔ اُس کے پہلو میں ایک خوبصورت مصری دوشیزہ بیٹھی تھی۔

اچانک رتھ کے پہیوں کے شور اور گھوڑوں کی ٹاپوں نے ہجوم کو آلیا

لوگ "بچہ! بچہ!" کا شور مچاتے ہوئے اِدھر اُدھر بھاگنے لگے۔

"ہٹ جاؤ" یہ رومی ہمیں کچل دے گا۔" ملوک چیخا۔

بن حُر نے گھوم کر دیکھا۔ میسالا بھاگتے ہوئے ہجوم کی طرف گھوڑے دوڑاتا آ رہا تھا۔ اُونٹ زمین پہ آرام سے بیٹھا جگالی کر رہا تھا۔ وُہ اُٹھ کر بھاگا نہیں۔ کجاوے میں بیٹھے بزرگ اور دوشیزہ نیچے اُترنے کی کوشش کر رہے تھے لیکن گھوڑے سر پہ پہنچ چکے تھے۔ اُنہیں اپنے آپ کو بچانا مشکل ہو چکا تھا۔

بن حُر نے ہاتھ اُٹھا کر آواز لگائی "رُکو! دیکھو کدھر چلے آ رہے ہو! پیچھے ہٹو پیچھے ہٹو۔" لیکن میسالا قہقہے لگاتا بڑھا چلا آ رہا تھا۔ ہجوم کو بھگا کر اُسے مزہ آ رہا تھا۔ بن حُر بڑھتے ہوئے گھوڑوں پہ لپکا اور اچھل کر ایک سفید گھوڑے کی لگام تھام لی اور پُورے زور سے جھٹکا دیا۔ مڑتے ہوئے گھوڑے نے دوسرے گھوڑوں کو اتنی تیزی سے دھکیلا کہ رتھ اُلٹ گئی۔ اور میسالا گرتے گرتے بچا۔

"کیا دوسروں کی زندگی کی تمہیں کوئی پرواہ نہیں ہے۔" بن حُر غُصّے سے چیخا۔

مکّار اور بے باک میسالا ہنستا ہُوا کجاوے کے پاس آگیا۔

"معاف کیجئے گا" اِس نے بزرگ کی طرف دیکھ کر کہا "مَیں میسالا ہوں مَیں قسم کھا کر کہتا ہُوں کہ مَیں نے آپ کو یا آپ کے اُونٹ کو نہیں دیکھا تھا۔ اِن دُوسرے لوگوں سے مَیں محض دل لگی کر رہا تھا۔"

وُہ دوشیزہ کی طرف مڑا "مجھے صرف اتنا کہہ دیجئے کہ آپ نے مجھے معاف کر دیا ہے۔"

دوشیزہ نے میسالا کو نظر انداز کرتے ہُوئے بن حُر کی طرف مُسکراتے ہوئے دیکھا اور کہا۔ "یہ میرا پیالہ لیں اور میرے والد کے لئے تھوڑا پانی لا دیں۔ وُہ پیاسے ہیں۔"

بن حُر تعظیماً جُھکا اور پیالہ اُس کے ہاتھوں سے لے لیا۔ "مَیں آپ کا خادم ہُوں۔" اُس نے کہا۔

جب اُس کے باپ نے پیاس بُجھا لی تو دوشیزہ نے پیالہ اپنے ہونٹوں سے لگا لیا۔ پھر جُھک کر پیالہ بن حُر کو پکڑا دیا "اسے اپنے پاس ہی رکھئے۔ یہ ہماری دُعاؤں سے بھرا ہُوا ہے۔"

جب اونٹ روانہ ہونے کے لئے کھڑا ہوگیا تو بزرگ نے بن حُر کی طرف دیکھا اور کہا "تم نے آج ایک اجنبی کی خدمت کی ہے۔ میرا نام بیلطشر مصری ہے۔ کھجوروں کے بڑے باغ میں ڈیلفنی کے گاؤں کے اُس پار سنجی شیخ یلدرم کا خیمہ ہے۔ ہم اُسی کے مہمان ہیں۔ ہمیں وہاں ملنا ہماری یہ درخواست ہے۔

جب شیخ چل دیا۔ تو بن حُر نے ملوک کی طرف دیکھا "میرا خیال ہے کہ میں تم پر بھروسہ کر سکتا ہوں۔" اُس نے کہا۔ پھر اُس نے ملوک کو اپنی گرفتاری، ماں اور بہن کے کھو جانے سے لے کر اب تک کی ساری داستان کہہ سُنائی۔

"میں نے اُس روز کے بعد اُن کو نہیں دیکھا۔" بن حُر نے کہا "لیکن یہ وہی جو رتھ پر سوار تھا وہاں موقع پر موجود تھا اور وہی مجھے بتا سکتا ہے کہ میری ماں زندہ بھی ہے یا نہیں۔ اگر وہ زندہ ہے تو کہاں ہے اور کس حال میں ہے۔ اگر تم میری مدد کرو تو شاید میں اس سے بدلہ لے سکوں۔

"وہ ایک رومی ہے اور میں ایک یہودی ہوں۔ میں تمہاری ضرور مدد کروں گا۔" ملوک نے کہا۔

"پہلے مجھے کچھ معلومات کی ضرورت ہے۔" بن حُر نے کہا "یہ دوڑ کب ہو رہی ہے؟"

"چھ روز تک۔"

"انطاکیہ کا سٹیڈیم کتنا بڑا ہے؟" بن حُر نے دوبارہ پوچھا۔

"اس میں دو لاکھ لوگوں کے بیٹھنے کی جگہ ہے۔"

"خوب! بن حُر نے کہہ لہرایا۔ "اگر میسالا مقابلے میں اُترا تو میں بھی دوڑ میں شریک ہونگا اور اُسے نیچا دکھاؤں گا۔"

ملوک نے فکر مند نظروں سے بن حر کی طرف دیکھا "کیا تمہیں رتھ دوڑانے کا تجربہ بھی ہے؟"

"فکر مت کرو" بن حُر ہنسا

ملوک بھی مُسکرایا "پھر اطمینان رکھو۔ میسالا اس دوڑ میں ضرور شریک ہوگا"

"بھلے آدمی اب ذرا مجھے سنجی شیخ ملدرم کے پاس لے چلو" بن حُر نے کہا۔

"میں نے اُس کے گھوڑوں کو دیکھتے ہی پہچان لیا تھا کہ یہ عرب کی بہترین نسل کے گھوڑے ہیں"

"لیکن وُہ بڑے وحشی دکھائی دیتے ہیں" ملوک نے کہا۔

"یہی تو ان کی خُوبی ہے۔ ان میں دوڑ جیتنے کی طاقت اور صلاحیت ہے" بن حُر نے مُسکرا کر کہا "اگر میں نے انہیں سدھا لیا تو میں اپنے دشمن کو بھرے مجمع میں نیچا دکھاؤں گا"

www.pakistanipoint.com

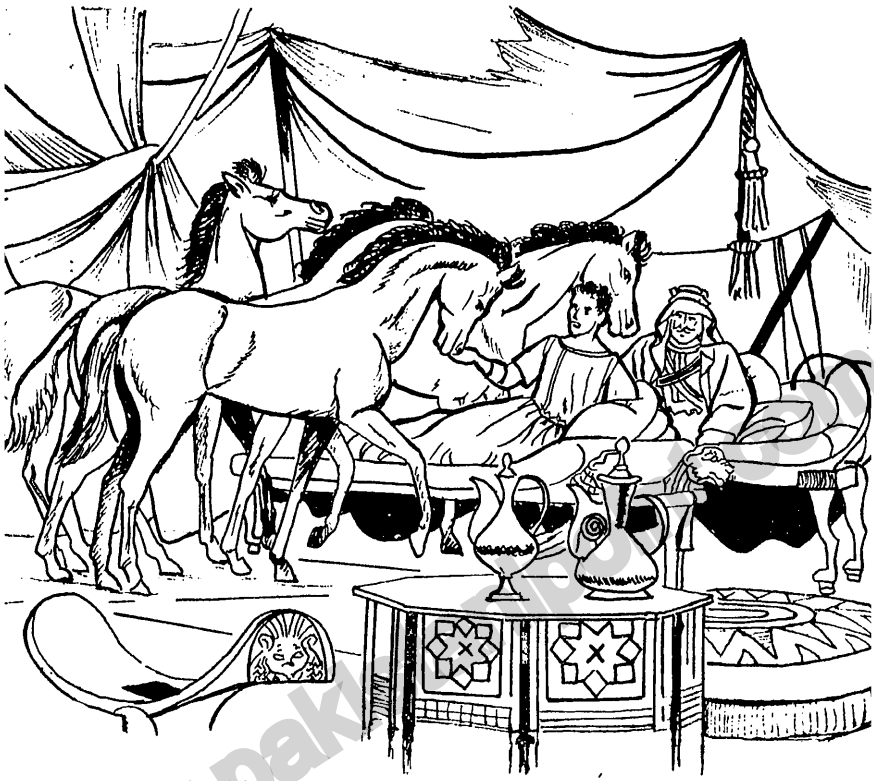

ایک عجیب کہانی

ملوک اور بن حُر دو تیز رفتار اُونٹوں پر کھجوروں کے باغ میں شیخ کے خیموں کی طرف روانہ ہو گئے۔ یہ اُونٹ اُنھوں نے ڈیضنی کے گاؤں سے کرایئے پر حاصل کئے تھے۔

سفر کے دوران ملوک نے بن حُر کو بتایا "چونکہ سموناٹیڈز سوداگر کے ساتھ کاروباری تعلقات ہیں لہٰذا اُس کے کئی دوست میرے بھی واقف کار بن گئے ہیں۔ اسی طرح شیخ سے بھی میری واقفیت ہوئی ہے۔

بن حُر نے پُوچھا "کیا وہ سموناٹیڈز کا دوست ہے؟

"بڑا گہرا دوست ہے" ملوک نے جواب دیا۔" چند ہفتے قبل اُس نے سموناٹیڈز کو بلوایا تھا اور اُسے ایک بڑی ہی عجیب کہانی سُنائی تھی۔

"کئی برسوں کی بات ہے تین شخص اُس کے خیمہ میں آئے وہ غیر ملکی تھے۔ ایک ہندو تھا ایک یونانی اور ایک مصری۔ اُن تینوں کے پاس سفید اونٹ تھے۔ اتنے بڑے اُونٹ شیخ نے کبھی نہ دیکھے تھے۔ اِن میں سے ہر ایک نے ایک ستارہ دیکھا تھا۔ اور ایک آواز سُنی تھی جس نے اُنہیں کہا کہ "یروشلیم کو جاؤ اور جا کر پُوچھو "ایسا کون پیدا ہُوا ہے جو یہودیوں کا بادشاہ ہے"؟ ہر شخص نے اِس حکم کی پیروی کی اور اس طرح تینوں ایک صحرا میں ملے۔

یروشلیم پہنچ کر وہ ایک ستارے کی راہنمائی میں بیت الحم پہنچے۔ وہاں ایک غار میں اُنہیں ایک نو مولود بچّہ ملا جس کے آگے گر کر اُنہوں نے سجدہ کیا۔ اُنہوں نے قیمتی تحفے اُس کی نذر کئے۔ اِس کے بعد وہ اپنے اونٹوں پر سوار ہو کر چوری چھُپے واپس چلے گئے، کیونکہ وہ جانتے تھے کہ اگر وہ ہیرود یس بادشاہ کے ہتھے چڑھ گئے تو وہ اُنہیں مُروا ڈالے گا۔

شیخ نے اُن تینوں کو اپنے ہاں ایک سال تک چھپائے رکھا۔ اور جب خطرہ ٹل گیا تو ان تینوں نے اپنی اپنی راہ لی۔

بن حُر نے ملوک سے پوچھا "ان تینوں کا پھر کیا بنا؟"

"شیخ بلدرم نے کئی برس تک اِن کے متعلق کوئی خبر نہ سُنی۔" ملوک نے جواب دیا۔" لیکن چند دنوں کی بات ہے کہ اُن میں سے ایک شیخ کے خیمہ میں آیا۔ وہ اُسی سفید اُونٹ پر سوار تھا۔ تم نے بھی آج اُسے دیکھا ہے۔ وہی بیلطشر مصری"۔

پیچھے سے پہیّوں اور گھوڑوں کی آوازیں سنائی دیں۔ شیخ بلدرم ایک گھوڑے پر سوار آ رہا تھا۔ اُس کے ہمراہ لوگوں کی ایک ٹولی تھی جن میں عربی نسل کے چار سُرخ گھوڑے اور ایک رتھ بھی شامل تھا۔

شیخ نے بڑی گرمجوشی سے اُن کا استقبال کیا۔ "تم پر سلامتی ہو میرے دوست ملوک! خوش آمدید! تم دونوں میرے پیچھے چلے آؤ۔"

جب وہ شیخ کے خیمہ میں پہنچے تو ملوک شیخ کو ایک طرف لے گیا اور اُس سے کچھ باتیں کیں پھر بن حُر کے پاس لوٹ آیا اور کہنے لگا۔ "میں نے شیخ کو تمہارے متعلق بتا دیا ہے اور یہ بھی کہ تم اُس کے گھوڑوں پر سواری کرنے کے خواہشمند بھی ہو۔ اب مجھے انطاکیہ واپس لوٹنا ہوگا۔" ملوک نے جُھک کر رُخصت چاہی اور روانہ ہوگیا۔

شیخ نے کہا "آؤ ایریس کے بیٹے۔ یہاں آرام سے بیٹھ جاؤ" شیخ گاؤ تکیے کے سہارے ٹانگیں پھیلا کر بیٹھ گیا۔ "اب مجھے اپنے بارے میں پوری طرح بتاؤ۔"

بن حُر نے کہا "جس طرح ملوک نے تمہیں بتایا ہے، میں چاہتا ہوں کہ انطاکیہ کے کھیل تماشوں کے جشن میں میں تمہارے گھوڑے دوڑاؤں۔ اگر میں جیت گیا تو اعزاز اور انعام کی رقم تمہاری ہوگی۔ میں صرف اپنے دشمن رُومی میسالا سے انتقام لینا چاہتا ہوں۔"

شیخ بن حُر کی بات سُن کر خوش ہُوا۔ "کیا تم گھوڑوں کو اپنی مرضی کے تابع سِدھا سکتے ہو؟" اس نے پُوچھا "میں عام گھوڑوں کی بات نہیں کر رہا ہوں، میرے گھوڑے شاہی نسل کے ہیں۔ اور اُن کا حسب نسب ابتدائی فرعونوں کے دَور تک جاتا ہے وہ خیموں میں میرے گھر کے افراد کی طرح رہتے ہیں۔"

شیخ نے تالی بجائی اور حکم دیا "میرے عرب دوستو کو ذرا یہاں لاؤ۔"

نوکر نے ایک خیمے کا پردہ اُٹھایا وہاں چار شاندار گھوڑے کھڑے تھے۔ گھوڑے آہستہ آہستہ آگے چلے آئے۔ شیخ نے ہر ایک گھوڑے کو تھپتھپایا اُن کی ایال میں انگلیوں سے کنگھی کی اور اُن کی چمک دار گردن پر پیار سے ہاتھ پھیرا۔

بن حُر انہیں دیکھ کر خوش ہُوا "مجھے اجازت دیں کہ میں اِن کو دوڑاؤں۔ آپ دیکھیں اور فیصلہ کریں کہ میں انہیں قابو میں رکھ سکتا ہوں یا نہیں۔ کیا خیال ہے؟"

شیخ بلدرم نے ڈاڑھی کھجائی اور ایک قہقہہ لگایا "اے فرزند اسرائیل مجھے تمہاری باتیں اچھی معلوم ہوتی ہیں۔"

خیمے کا پردہ کسی نے ہلایا۔ شیخ بولا۔ "کھانا تیار ہے اور وہ میرا مہمان بیلطشر بھی آپہنچا ہے۔" وہ دونوں بیلطشر کے استقبال کو بڑھے۔

بیلطشر نے بن حُر کو ایک نظر دیکھا اور پوچھا "کیا یہ وہی نہیں ہے جس نے کاسٹیلیا کے فوارے پر میری جان بچائی تھی؟"

بن حُر کے لئے بیلطشر کے ساتھ دسترخوان پر بیٹھنا بڑے فخر کی بات تھی کیونکہ خدا نے اُسے اپنا ایک پیغام دینے کے لئے چنا تھا۔ کھانے کے بعد بوڑھے مصری نے اِس کہانی کو بڑے شوق سے سُنا اور اس پر ذرا بھی شک نہ کیا کیونکہ اُس نے اپنی تمام زندگی ایک مسیح کی آمد کے متعلق سُنا تھا۔

www.paklstanipoint.com

بن حُر اپنی مہارت کا لوہا منواتا ہے

اگلے ہی روز صبح سویرے بن حُر بغیر بازوؤں کا ایک چُغہ پہنے شیخ کے خیمے میں پہنچ گیا۔ "ایریس کے بیٹے تمہاری سلامتی ہو"۔ شیخ نے مسند پر بیٹھے بیٹھے کہا۔

"میں گھوڑے پر آؤں گا۔ تم فوراً بیٹھو۔"

بن حُر نے پوچھا "کیا اُن پر ساز و زین کس دیئے گئے ہیں؟"

"نہیں"

"تو پھر یہ کام مجھے کرنے دیں۔ آج میں ان سے جان پہچان بڑھانا چاہتا ہوں"

"اور رتھ کا کیا کرو گے؟" شیخ نے پوچھا

"آج میں رتھ استعمال نہیں کروں گا" بن حُر بولا "اس کے بجائے میں ایک پانچواں گھوڑا استعمال کروں گا۔ جو ننگی پیٹھ ہونا چاہیئے اور جو ان چاروں کی طرح تیز رفتار بھی ہو۔

PAKISTANIPOINT

شیخ قریب کھڑے خادم کی طرف مڑا۔ "ان چاروں کے لئے زین وسانہ لاؤ اور سائرس کے لئے لگام۔"

شیخ نے خیمے کا پردہ اٹھایا اور بن حُر کو اندر آنے کی دعوت دی۔ گھوڑے ان کے پاس چلے آئے۔ ایک جس کی بڑی بڑی آنکھیں تھیں اور چوڑا چکلا سینہ تھا، اپنے آقا کو دیکھ کر ہنہنایا۔

"پیارے گھوڑے، صبح بخیر" شیخ نے پیار سے اُس کے چہرے پہ ہاتھ پھیرا، اور بن حُر سے کہا۔ "یہ سائرس ہے۔ یہ اُن چاروں کا باپ ہے جنہیں تم بھگاؤ گے۔"

ساز لائے گئے اور بن حُر نے اپنے ہاتھوں سے چاروں پہ ساز ڈالے اور انہیں خیمے سے باہر لے گیا۔ پھر وہ سائرس پہ سوار ہو گیا۔

بن حُر کو اُنہیں باہر لے جاتے ہوئے کوئی بھی دقت پیش نہیں آئی۔ گھوڑے ذرا بھی نہ بدکے۔ یوں لگتا تھا جیسے کہ یہ اپنے نئے سوار کو پہلے ہی سے پہچان چکے ہیں۔ اُس نے باری باری گھوڑوں کو آگے پیچھے چلایا۔ پھر اُنہیں ایک بڑے دائرے میں بھگانا شروع کیا۔ کبھی وہ انہیں تیز بھگاتا، کبھی آرام سے دھیمی چال چلنے دیتا۔ کوئی گھنٹہ بھر کے بعد وہ اُنہیں وہاں لے آیا جہاں شیخ کھڑا یہ سارا تماشہ دیکھ رہا تھا اور گھوڑے سے اُتر آیا اور بولا۔ "شیخ بلیدرم! میں تمہیں اتنے شاندار گھوڑوں کے مالک ہونے پر مبارک باد دیتا ہوں۔"

شیخ مسکرایا "مجھے بڑی خوشی ہوئی ہے۔ ایریس کے فرزند! تم ہی ان کو دوڑانے کے لائق ہو۔"

ایک دن جب کہ مشق اور تربیت کا سلسلہ جاری تھا، مُلوک بھی میدان کی طرف آنکلا۔ اس نے شیخ سے کہا۔ "سمونائیڈز کی طرف سے آپ کے لئے میرے پاس ایک پیغام ہے۔"

www.pdfsanipoint.com

شیخ یلدرم نے جلدی جلدی خط پر نگاہ ڈالی۔ جس کا مضمون کچھ یوں تھا۔

"سمونا ٹیڈز کی طرف سے

شیخ یلدرم کے نام۔

میرے دوست! ایک نوجوان تمہارے ساتھ قیام کئے ہوئے ہے جو اپنے آپ کو ایریس کا فرزند بتاتا ہے۔ لے پالک ہونے کے ناطے وہ یقیناً ایریس کا بیٹا ہے۔ وہ مجھے بہت عزیز ہے۔ اس کی ہر خواہش پوری کرنا۔ لیکن اس میں میری دلچسپی لینے کی بات کو راز ہی میں رکھنا۔

ایک اور بات بڑی اہم ہے۔ ایک بڑا رومی افسر آج انطاکیہ آنے والا ہے۔ چونکہ تم یہاں ایک بڑی جائیداد کے مالک ہو اس لئے تمہیں خبردار رہنے کی ضرورت ہے۔ رومی تم سے اسے ہتھیانے کی کوشش کریں گے۔ تم اپنے اعتبار کے چند آدمیوں کو اس سڑک کی نگرانی پہ لگا دو جو انطاکیہ سے جنوب کی طرف جاتی ہے۔ ان سے کہہ دو کہ وہ وہاں سے گزرنے والے ہر ایک رومی قاصد کی اچھی طرح تلاشی لیں۔ اگر ان کے پاس تم سے یا تمہارے معاملات سے متعلق کوئی کاغذات ملیں تو انہیں پڑھ کر اپنے بچاؤ کے لئے ضروری کارروائی کرنا۔ اس خط کو پڑھنے کے بعد جلا دینا۔

"سمونا ٹیڈز"

اگلی صبح گھوڑوں کی تربیت سے فارغ ہونے کے بعد بن حر نے شیخ سے کہا۔ "جناب شیخ! آج شام میں انہیں رتھ میں جوت دوں گا۔"

"اتنی جلدی؟"

اِن جیسے گھوڑوں کے لئے تربیت کا ایک ہی دن کافی ہے۔ یہ انسانوں جیسے شعور کے مالک ہیں اور ورزش پسند ہیں۔"

"تمہاری یہ بات بھی ٹھیک ہے۔" شیخ نے کہا اور پھر گہری سوچ میں ڈوب کر بولا "کوئی گھنٹہ ہوا، ایک رومی میرے خیمہ میں آیا تھا۔ اُس نے دوڑ میں میرے گھوڑوں کو بھگانے کی خواہش ظاہر کی۔"

"رتھوں کی دوڑ میں رومی گھٹیا سے گھٹیا حربے بھی استعمال کرنے سے نہیں چوکتے۔ شیخ صاحب اپنے گھوڑوں کی کڑی نگرانی کیجئے۔ کسی اجنبی کو، دوڑ ختم ہونے سے پہلے گھوڑوں کو دیکھنے تک کی اجازت نہ دیں۔"

"تم ٹھیک کہتے ہو۔" شیخ نے سر ہلا کر کہا۔ "میں گھوڑوں کی رات دن کڑی نگرانی کراؤں گا۔"

خیمہ میں آکر شیخ نے بن حُر کو ایک خط دیا۔ "یہ ایک لاطینی تحریر ہے جو آج صبح میرے آدمیوں نے ایک رومی قاصد سے سڑک پر چھینی ہے۔ میں لاطینی نہیں جانتا۔ اِسے پڑھ کر ذرا اِس کا مطلب مجھے سمجھا دو۔"

بن حُر خط پڑھ کر حیران رہ گیا۔ یہ خط میسالا کی طرف سے رُومی گورنر گریٹس کے نام تھا۔

"یہ خط میرے دشمن میسالا نے گریٹس کو لکھا ہے۔" اِس نے شیخ کو بتلایا۔ "میسالا لکھتا ہے کہ جب اُس نے میرا نام رتھوں کی دوڑ کی فہرست میں دیکھا تو اُس نے میرے بارے میں پوچھ گچھ کی اور بڑی حیران کن باتیں دریافت کی ہیں۔ میں خط کا وہ حصّہ پڑھوں گا۔"

"کل اتفاق سے میری مڈبھیڑ ایریس کے پُراسرار بیٹے سے ہوئی۔ اگرچہ اُس وقت تو میں اُسے پوری طرح پہچان نہ سکا تھا لیکن مجھے یقین ہے کہ یہ وہی بن حُر ہے

جسے آپ نے جنگی جہازوں پر بھیج دیا تھا۔ مجھے یقین ہے کہ وہ اِس وقت ضرور میرے خلاف انتقام کے منصوبے بنانے میں مصروف ہوگا۔ میری زندگی خطرے میں ہے۔ میرے معزز گرینیٹس! مجھے بتایئے کہ مَیں اَب کیا کروں؟ ہمیں فوراً ہی ٹوٹ پڑنا چاہیئے ۔ اور اس بار وہ کسی طرح بھی بچنے نہ پائے ۔ وہ غدار شیخ یلدرم کے بھیس میں ملے گا۔ اس ناہنجار شیخ کو بھی ٹھکانے لگانا ضروری ہوگیا ہے۔"

"غدار! مَیں؟" بوڑھا شیخ غُصّے میں چیخا۔

"یہ میسالا کی گھٹیا سوچ تمہارے لئے ہے" بن حُر نے کہا "میسالا ہم دونوں کا یکساں دشمن ہے۔

www.pakistanipoint.com

رات کی تاریکی میں خفیہ ملاقات

اُسی روز شام ڈھلتے ہی بن حرمیمے کے دروازے پہ بیٹھا شیخ کے شہر سے لوٹنے کا منتظر تھا۔ دُور درختوں کے اُس پار بھیڑوں کی گھنٹیوں کی ٹن ٹن مویشیوں کے ڈکرانے اور چرواہوں کے گلّوں کو ہانکنے کی آوازیں آ رہی تھیں۔ اِن کے درمیان اچانک گھوڑوں کی ٹاپوں کی آواز سُنائی دی۔

یہ ملوک کی سواری تھی" فرزند ایریسیں " اُس نے خوشی کے لہجے میں کہا۔

" میں سونا ئیڈز کی طرف سے تمہیں سلام کرتا ہوں۔ اس نے درخواست کی ہے کہ تم فوراً سوار ہو کر شہر چلے آؤ۔ وہ وہاں تمہارا منتظر ہے۔"

www.pakistanipoint.com

وُہ گھوڑے پر سمونائیڈز کی قیام گاہ تک آئے۔ ایک محافظ نے اُن کے گھوڑے سنبھال لئے اور وُہ دونوں اُسی کمرے کے دروازے پر کھڑے تھے، جہاں پہلی بار بن حُر نے سمونائیڈز سے ملاقات کی تھی۔

"اندر آجاؤ۔" سمونائیڈز نے آواز دی۔ بن حُر اکیلا ہی اندر داخل ہُوا۔ کمرے میں تین افراد تھے۔ سمونائیڈز آستر اور شیخ۔

"حُر کے فرزند" سمونائیڈز نے کہا "تم پر ہمارے باپ دادا کے خُدا کی سلامتی ہو۔"

بن حُر حیران رہ گیا۔ ایک لمحے کے لئے تو اُسے اپنی آواز پر بھروسہ کرنے کی ہمّت نہ پڑی "سمونائیڈز" اُس نے بڑی دھیمی آواز میں کہا "جو مقدّس سلام تم نے مجھے نذر کیا ہے، وُہ قبول کیا جاتا ہے۔ ایک بیٹے کی طرح میں تم کو بھی یہی سلام عرض کرتا ہوں۔ لیکن مَیں چاہتا ہُوں کہ ہمارے تمہارے درمیان پُوری پُوری مفاہمت ہو۔"

"تم جب پہلی بار میرے ہاں آئے تھے تو میں تمہیں اُسی وقت پہچان گیا تھا۔" سمونائیڈز نے کہا۔ "میں نے تم میں تمہارے باپ کو دیکھا ہے۔ لیکن میں اس بات سے بے خبر تھا کہ تم کس قسم کی شخصیت کے مالک ہو۔ میں نے ہی ملوک کو بھیجا تھا کہ وہ تمہارے متعلق مجھے معلومات فراہم کرے۔ اس نے تمہارے بارے میں جتنی باتیں مجھے بتائی ہیں وہ نہایت تسلی بخش ہیں۔

سمونائیڈز نے میز سے کاغذ کا ایک پلندہ اُٹھایا۔ "یہ اُس ساری جائیداد کا حساب کتاب ہے جو میرے قبضہ میں ہے، اَب تم ہی اس کے جائز مالک ہو۔"

"نہیں میرے محسن، یہ جائیداد تمہیں ہی مبارک ہو۔" بن حُر نے کہا۔ "شیخ اِس بات کا گواہ رہے کہ میں نے تمہیں آج سے آزاد کر دیا ہے۔"

"تم مجھے آزاد نہیں کر سکتے۔" سمونائیڈز نے کہا۔ "قانون کی رو سے میں ہمیشہ تمہارا غلام رہوں گا۔"

بن حُر فرش پر اِدھر اُدھر ٹہلنے لگا۔ اس وقت دُنیا کی دولت اس کے پاس تھی لیکن اپنے غلاموں کو آزاد کرنے کا اختیار نہیں تھا۔

"میرے پاس پہلے ہی ایتھنس کی بے شمار جائیداد ہے۔" اُس نے کہا۔ "اور اَب اِس میں اِس دولت کا مزید اضافہ ہو رہا ہے۔ آخر یہ کس لئے ہے؟ شاید اس میں بھی خدا کی کوئی مرضی پوشیدہ ہو۔"

سمونائیڈز کا چہرہ چمکنے لگا۔ وہ آگے کو جھکا۔ "میں بھی محسوس کرتا ہوں کہ اِس میں خُدا کا ہاتھ ہے۔" وہ بولا۔ "اور تمہاری طرح میرا بھی یہی سوال ہے کہ وہ مقصد کیا ہے؟ مجھے یقین ہے کہ کسی دن اپنے موزوں وقت پر خُدا مجھے اُس مقصد سے آگاہ کرے گا۔ بلکہ میں تو یہ سمجھتا ہوں کہ اُس نے یہ مقصد ظاہر کر بھی دیا ہے۔ کیا تم کبھی ہیلطشر سے ملے ہو؟"

"ہاں، اور میں نے اُس کی نرالی داستان بھی سُنی ہے۔" بن حُر نے بتایا۔

www.pakistanipoint.com

"یہ ایک معجزہ ہے۔ بہت بڑا عجیب معجزہ!" سمونائیڈز نے کہا۔ "میرے آقا کیا تم سمجھ گئے ہو؟"

بن حُر نے نفی میں سر ہلایا۔ "شاید میں نہیں سمجھا۔"

"تم جوان اور قوی ہو۔ تم نے جنگی تربیت پائی ہے، تم بڑی دولت کے مالک ہو" سمونائیڈز نے ٹھہر ٹھہر کر کہا۔ "تمہارے پاس آنے والے بادشاہ کی خدمت کرنے کا کتنا اچھا موقع ہے۔"

سمونائیڈز کی گونجدار آواز نے بن حُر کے سینے میں ہلچل مچا دی، وہ اُٹھ کھڑا ہُوا، اگر آنے والے بادشاہ کو میری ضرورت پڑی تو میں اپنی دولت کی آخری پائی اور زندگی کی آخری سانس تک اس پر نثار کر دوں گا۔" سمونائیڈز آگے کو جھکا "تم بادشاہ کے لشکر کے سردار ہو گے۔"

حیرت سے بن حر کے مُنہ سے کوئی آواز نہ نکلی۔

کچھ دیر بعد اُس نے کہا۔ "اگر خُدا مجھ سے یہی چاہتا ہے تو معزز سمونائیڈز بتاؤ ہمیں کیا کرنا چاہیئے؟"

سمونائیڈز نے وہ خط جو میسالا نے گریٹس کو لکھا تھا، نکالا۔ "یہ خط فوری کارروائی کا اشارہ ہے۔ وقت قلیل ہے۔ اگر ہم ہاتھ پہ ہاتھ دھرے بیٹھے رہے تو وُہ تمہیں ختم کر دیں گے۔"

"لیکن ابھی ہم کیا کر سکتے ہیں؟"

"بادشاہ کے نمودار ہونے سے پہلے ہمیں کچھ تیاری کرنی ہے۔" سمونائیڈز نے کہا۔ "اسرائیل میں ایک بھی تربیت یافتہ فوجی دستہ نہیں ہے، ایک بھی سالار نہیں ہے۔ فرزندِ حُر! تم کسی ویرانے میں جا کر اسرائیل کے جنگجو مردوں کو تربیت دو۔"

"جو فرض تم مجھے سونپ رہے ہو میں اُسے ضرور پُورا کروں گا، خواہ مجھے باغی کیوں نہ قرار دے دیا جائے۔"

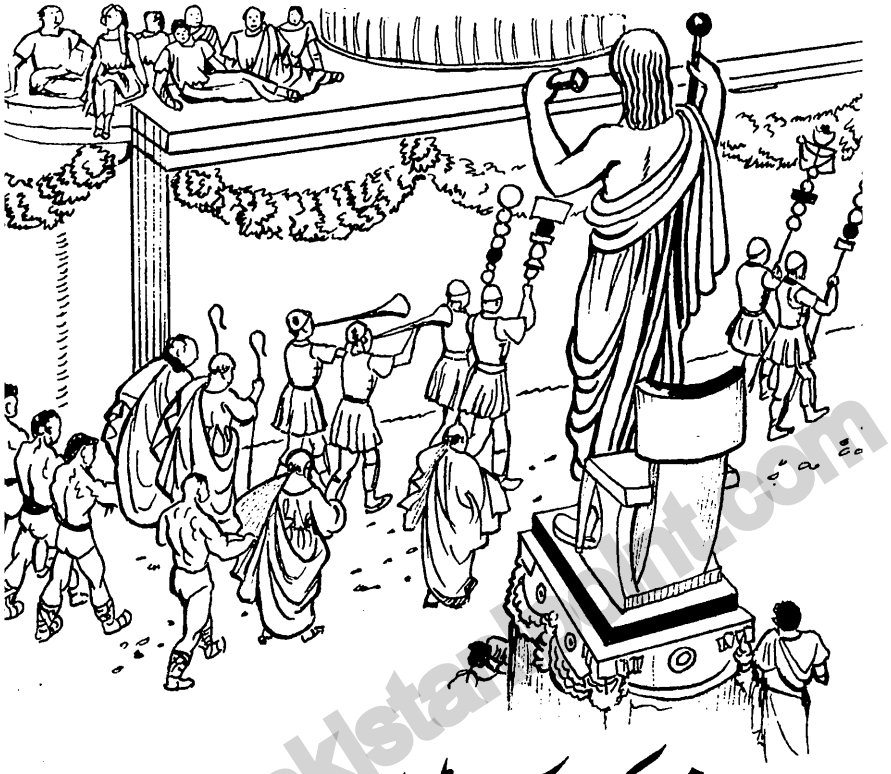

انطاکیہ کے سٹیڈیم میں

دَوڑ سے ایک روز پہلے شیخ یلدرم نے اپنا سارا سامان سمیٹا۔ کھجوروں کے باغ سے اپنے خیمے اُٹھا لئے اور انطاکیہ روانہ ہو گیا۔ اُس کے ہمراہ اس کے نوکر چاکر ایک مُسلّح محافظ دستہ، اُس کے گھوڑے مویشی اور اُونٹوں کا کارواں تھا جن پر خیمے ساز و سامان اور کھانے پینے کا سامان لدا ہُوا تھا۔ اُس نے اپنے پیچھے کچھ نہ چھوڑا تھا۔

اُس نے بن حُر کو بتایا "اگر رُومی میری کڑی نگرانی کر رہے ہیں تو وُہ یہ سوچ کر بڑے خُوش ہوں گے کہ میں اپنے سارے مال اسباب سمیت دوڑ دیکھنے شہر آ رہا ہُوں۔"

بن حُر مُسکرا دیا۔ بوڑھا عرب بڑا ہوشیار تھا۔ رومی، شیخ کو سٹیڈیم کے قریب

کسی عمارت میں اُترتے ہوئے دیکھ کر پہرہ ہٹا دیں گے۔ یُوں رات کے وقت مَیں اور اس کے ساتھی سارے مال اسباب سمیت، سوائے دوڑ میں شامل ہونے والے گھوڑوں اور رتھ کے، خاموشی سے انطاکیہ چھوڑ کر اپنے قبائلی وطن کو روانہ ہو جائیں گے۔

بن حُر نے کہا۔ "شیخ صاحب! آپ نے خوب سوچا ہے۔"

جب اُن کی سواری جا رہی تھی تو راستے میں انہیں ملوک ملا۔ اُس نے سلام کر کے شیخ کے ہاتھوں میں ایک کاغذ تھما دیا۔ "کل سٹیڈیم میں ہونے والے مختلف کھیلوں اور تماشوں کی فہرست اس میں درج ہے۔ اس میں تمہارے گھوڑوں کا ذکر بھی ہے جو کل دوڑ میں حصّہ لے رہے ہیں۔"

ملوک نے پھر بن حُر کی طرف دیکھ کر کہا۔ "سب ٹھیک ٹھاک ہے۔ دوڑ میں تمہارا رنگ سفید ہوگا، اور میسالا کا سنہری سُرخ ہوگا۔ لڑکے بالے گلی میں فیتے بیچتے پھر رہے ہیں۔ کل سٹیڈیم میں ہر ایک یہودی اور عرب ان کو باندھے گا۔"

اُس شام انطاکیہ کی بڑی بڑی عمارات اور سرائیں مختلف قوموں کے لوگوں سے کھچا کھچ بھر گئیں تھیں۔ آدھی رات کے قریب سٹیڈیم کے بڑے پھاٹک کھول دیئے گئے تاکہ وہ لوگ جنہوں نے اپنی نشستیں محفوظ نہیں کروائی تھیں، جگہ پا سکیں۔ عوام کا جیسے ایک سیلاب امنڈ آیا۔ ہر کوئی اُسی کوشش میں تھا کہ اچھی جگہ پر قبضہ کر لے اور تمام رات وہیں ڈٹا رہے۔

شہر کے بڑے بڑے امیر اور رئیس صبح سویرے آئے۔ اُن میں کئی تو پالکیوں میں بیٹھ کر آئے جنہیں ان کے غلاموں نے اُٹھا رکھا تھا۔

تین بجے تک وسیع و عریض سٹیڈیم کھچا کھچ بھر گیا۔ نرسنگوں کی گونج میں ایک رنگا رنگ شاندار جلوس دوڑ کی پٹڑی پر فوجی انداز میں قدم مارتا ہوا

بڑھا چلا آ رہا تھا۔

اِس جلوس کے آگے گلے میں ہار ڈالے لہراتے ہوئے چغوں میں ملبوس رومی افسر تھے۔ اُن کے پیچھے مختلف دیوتاؤں کے مجسمے تھے۔ کچھ مجسمے مسندوں پر، غلاموں نے اُٹھا رکھے تھے اور بعض خوبصورت گاڑیوں پر نصب تھے۔ اِن کے پیچھے آخر میں مختلف مقابلوں میں حصّہ لینے والوں کا جلوس تھا۔ ہر ایک ٹولی کا اپنا لباس تھا، یعنی دوڑ میں حصّہ لینے والے، کشتی، پھلانگ، مُکّہ بازی یا گھوڑ سواری وغیرہ میں حصّہ لینے والے اپنے اپنے مخصوص لباسوں میں گزر رہے تھے۔

جب رتھ نمودار ہوئے تو ہر جانب سے تالیوں کی آواز نیز سے تیز تر ہوتی چلی گئی۔ گھوڑوں اور سواروں پر گلاب کی پتیوں کی بارش کی گئی۔

نشست گاہ سے ایک خاتون نے کہا "میسالا کتنا خوبصورت لگ رہا ہے! اور اُس کا رتھ کیا ہی شاندار ہے سارا سونے اور ہاتھی دانت سے مڑھا ہوا ہے۔ جیو پیٹر کا کرم ہو کہ وہ آج جیت جائے۔"

جب جلوس گزر گیا تو ملوک بن حُر کے پاس آیا اور بولا "آج کی دوڑ میں میسالا نے اپنی ساری جائیداد ایک اور چھ کے بھاؤ شرط پر لگا دی ہے۔ میسالا کا کہنا ہے کہ ایک یہودی اور ایک رومی کے درمیان یہی مناسب فرق ہے۔"

بن حُر نے دانت پیس کر کہا "اب تو میرے جیتنے کی ایک وجہ اور پیدا ہو گئی ہے کیا شیخ کے پھاٹک کے پاس تم نے اپنے لئے نشست محفوظ کروالی ہے؟"

"اس کا انتظام کر لیا گیا ہے" ملوک نے جواب دیا۔

"خوب! جب ہم ستونوں کے گرد مڑیں گے تو اس وقت ذرا آنکھیں کھلی رکھنا۔ خوب دھیان رکھنا۔ اگر قسمت نے ساتھ نہ چھوڑا تو میں ضرور ——— لیکن نہیں مجھے کچھ اور نہیں کہنا چاہیئے۔ بس ملوک تم اپنی نشست پر جمے رہنا اور کڑی نظر رکھنا۔"

سامنے میدان میں کھیلیں ہو رہی تھیں، جو تین بجے دوپہر تک جاری رہیں۔ اس کے سب سے بڑے مقابلے یعنی رتھوں کی دوڑ شروع ہونے سے پہلے، وقفہ ہوا۔

اس وقفے کے دوران سمونائیڈز اپنی جماعت کے ساتھ سٹیڈیم میں داخل ہوا۔ اُس کے ساتھ ایسٹر، شیخ بلدرم، بیلطشر اور اس کی بیٹی ایریئس تھے۔ خادموں نے اُنہیں نشستوں پر بٹھایا اور پاؤں ٹکانے کے لئے چھوٹی چوکیاں رکھدیں۔ ان کی نشستوں کے عین نیچے میدان میں ایک سفید رسی تان دی گئی۔ یہاں سے دوڑ شروع ہونے والی تھی۔ رنگین بھڑکدار وردیوں میں ملبوس خادموں نے رسی کے دونوں سروں پر بنے ہوئے چبوتروں میں سے ایک چبوترے پر سات گیندیں اور دوسرے پر لکڑی کی سات مچھلیاں رکھدیں۔ یہ جگہ "فتح کے پھاٹک" کے قریب تھی جہاں ملوک بیٹھا ہوا تھا۔

بیلطشر نے پوچھا "یہ گیندیں اور مچھلیاں کس مقصد کے لئے رکھی گئی ہیں؟"

شیخ نے اُسے بتایا "یہ حساب رکھنے کے لئے ہیں۔ یہ دوڑ سات چکروں میں ختم ہوگی۔ ہر ایک چکر ختم ہونے کے ساتھ ہی آپ دیکھیں گے کہ ایک گیند اور ایک مچھلی ہٹا دی جائے گی۔"

www.paksociety.com

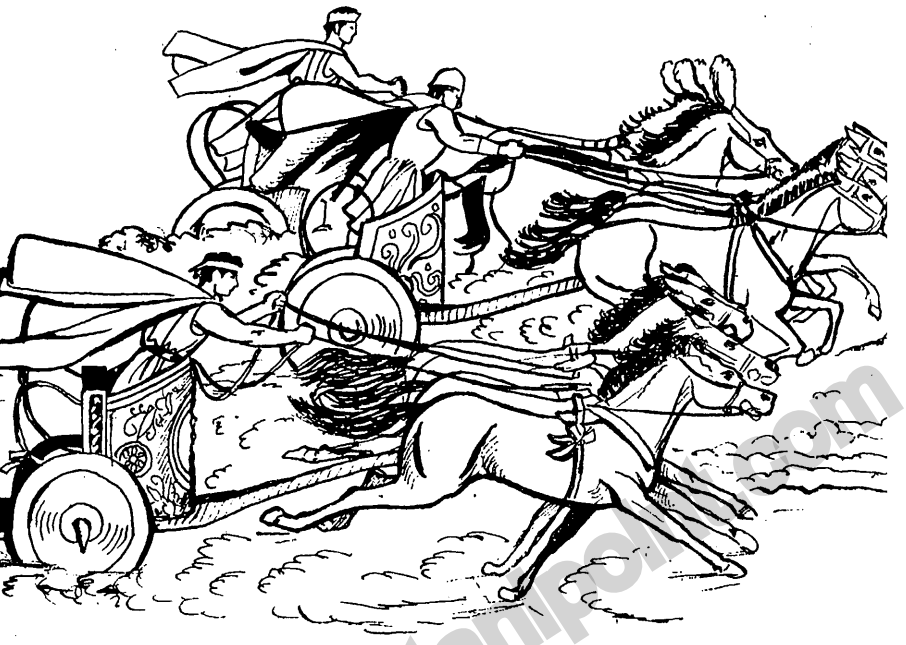

رتھوں کی دوڑ

نقارچی نے وقفے کے ختم ہونے کا اعلان کیا۔ لوگ اپنی اپنی نشستوں کی طرف بھاگے۔ دوڑ شروع ہونے والی تھی۔ سرکاری بالکونی میں ایک نقارچی اُٹھا۔ ہر طرف خاموشی چھا گئی۔ لوگوں نے اپنی سانسیں روک لیں۔ سب کی نظریں رتھوں کے چھ پھاٹکوں پر جم کر رہ گئیں۔

بگل کی ایک تیز آواز کے ساتھ ہی پھاٹکوں کے دروازے گرا دیئے گئے۔ رتھوں کی چھ بے تاب ٹیمیں پلک جھپکتے میں باہر آگئیں۔

گھوڑے اور رتھ جوں جوں سفید فیتے کی طرف بڑھ رہے تھے اُن کی رفتار میں اضافہ ہو رہا تھا۔ رتھ ایک دوسرے سے اُلجھ رہے تھے اور ہر کوئی اس کوشش میں

تھا کہ دیوار کے ساتھ والی جگہ لے لے جہاں سے رتھ موڑنے میں آسانی ہو سکتی تھی۔
بگل کی آواز ایک بار اُبھری۔ ایک جھٹکے سے سفید فیتہ گرا دیا گیا۔ فیتے کے گرنے کی دیر تھی کہ بیسالا کے گھوڑے کے سُموں نے فیتے کو روند دیا۔
بیسالا نے للکارتے ہوئے اپنا چابک لہرایا۔ لگامیں ڈھیلی کیں، ایک جھٹکا دیا اور تیر کی طرح آگے نکل گیا۔
رُومی چلّائے "بیسالا وہ جا رہا ہے! جیوپیٹر ہمارے ساتھ ہے!"
ان کے شور اور تالیوں سے بیسالا کی ہمّت اور بھی بڑھ گئی۔ اس نے بے دھڑک اپنے گھوڑے موڑے اور بھاگتے ہوئے رتھوں کا راستہ کاٹ کر دیوار کے ساتھ والے راستے پر قبضہ جمانے کے لئے جھپٹا۔ اُس کے پہیّے کے دھرے پر پیتل کے بنے ہوئے شیر کے سر کے ساتھ ایتھنے کے ایک گھوڑے کا اگلا پاؤں ٹکرا گیا۔ گھوڑا بُری طرح بدک کر اُچھلا۔ باقی گھوڑے بھی بے قابو ہو گئے اور رتھ کو گھسیٹتے ہوئے دیوار کی طرف بھاگے۔
ایتھنے کے رتھ کا پچھلا سرا بازلیطنی رتھ کے پہیّے سے جا اُلجھا۔ ایک دھماکے کے ساتھ رتھ اُلٹ گیا۔ ایتھنی سوار نیچے گرا۔ اس نے ایک چیخ ماری۔ بھاگتے ہوئے گھوڑوں کے سموں نے اُسے کچل ڈالا۔ اس ہولناک منظر کو دیکھ کر لوگوں کے رونگٹے کھڑے ہو گئے۔
صیدونی، بازلیطنی اور کرنتھی رتھ کے بکھرے ہوئے ٹکڑوں سے بچتے ہوئے تیزی سے گزر گئے۔ بیسالا نے اندرونی دیوار کے ساتھ والے راستے پر قبضہ کر لیا۔ اس پر رُومیوں نے نعرہ بلند کیا۔ "بیسالا بیسالا! جیوپیٹر ہمارے ساتھ ہے۔"
دوڑ شروع ہوتے وقت بن حُر کو سب سے باہری راستہ دیا گیا تھا۔ وہ برق رفتاری کے ساتھ اندر کے راستے پر قبضہ کرنے کے لئے بڑھا۔ چاروں طرف ٹوٹے رتھ کے ٹکڑے

بکھرے پڑے تھے۔ وہ ان پر اپنا رتھ چڑھاتا ہوا بڑھتا چلا گیا، جبکہ بازنطینی، صیدونی اور کرنتھی چکر کاٹ کر ان ٹکڑوں سے بچتے ہوئے آ رہے تھے۔

چند لمحوں میں بن حر میسالا کے پیچھے تھا۔ وہ لپکتا ہوا آگے بڑھ رہا تھا۔ اب دونوں کے رتھ ساتھ ساتھ دوڑ رہے تھے۔ سارا میدان تالیوں اور نعروں کے شور سے گونج رہا تھا۔ آگے نکلنے والے دونوں رتھ ساتھ ساتھ موڑ کے آخری سرے پر پہنچ رہے تھے۔ میسالا اندرونی دیوار کے ساتھ تھا، جبکہ بن حر باہر کی سمت تھا۔

رتھ سوار کا اصل امتحان موڑ پر ہوتا ہے۔ اس بات سے ہر ایک واقف تھا۔ سارے مجمع پر جیسے سکتہ طاری تھا۔ اتنی خاموشی تھی کہ رتھوں کی کھڑکھڑاہٹ اور سموں کا شور تک صاف سنائی دیتا تھا۔

بن حر نے اپنے قابلِ نفرت دشمن پر ایک نگاہ ڈالی۔ میسالا بڑا پُرغرور پُراعتماد نظر آ رہا تھا۔ بن حر نے لگاموں پر اپنی گرفت مضبوط کر لی۔ اسے ہر قیمت پر جیتنا تھا۔

اچانک میسالا نے اسے پہچان لیا "مخرس" وہ غرایا اور اپنا گھوڑا بن حر کے عربی گھوڑوں پر دے مارا۔ ہر ایک نے یہ حرکت دیکھی۔ ہجوم سے غصے اور نفرت کا ایک شور بلند ہوا۔ عربی گھوڑے بدک کر دیوانہ وار بھاگے۔ ان کی پیٹھ کوڑے سے ناآشنا تھی۔ ان پر تو سوائے محبت بھری تھپکیوں کے کبھی کسی نے غصے سے ہاتھ بھی نہ رکھا تھا۔ خوفزدہ ہو کر وہ بے تحاشہ سیدھے موڑ کی طرف بھاگے۔

صرف بن حر کی چمکار اور لگاموں کی مضبوط گرفت نے انہیں سٹیڈیم کی دیوار سے ٹکرانے سے محفوظ رکھا۔ میسالا موڑ سے آگے بڑھ گیا لیکن عربی گھوڑے جلد ہی قابو میں آ گئے اور ایک بار پھر میسالا کے ساتھ ساتھ دوڑ رہے تھے۔

دونوں رتھوں نے ساتھ ساتھ موڑ کاٹا۔ چبوترے سے ایک گیند اور مچھلی ہٹا دی گئی۔ بعد میں دوسری گیند اور دوسری مچھلی بھی ہٹا دی گئی۔ اور جونہی سواروں نے تیسرا

چکّر پُورا کیا، تیسرا جوڑا بھی ہٹا دیا گیا

میسالا اب بھی اندرونی دیوار کی طرف تھا اور بن حُر اُس کے ساتھ ساتھ تھا جبکہ دُوسرے پیچھے پیچھے آ رہے تھے۔ پانچویں چکّر پر صیدونی تو آگے بڑھنے میں کامیاب ہو گیا۔ وُہ بن حر سے باہر کے راستے پر تھا، اس لئے موڑ کاٹتے ہوئے اسے لمبا چکّر لگانا پڑا تو وُہ پھر پیچھے رہ گیا۔

چھٹے چکّر کے شروع میں بھی میسالا اور بن حُر بالکل ساتھ ساتھ دوڑ رہے تھے لیکن اب رفتار بڑھنی شروع ہو گئی۔ جانور اور سوار دونوں جانتے تھے کہ آخری امتحان قریب ہے۔

"میسالا کو دیکھو وُہ کتنا تیز جا رہا ہے۔ دیکھو وہ کس طرح اپنے رتھ پر جُھکا ہُوا ہے اور گھوڑوں کی لگامیں ہوا میں کیسی فیتوں کی طرح لہرا رہی ہیں"

"ارے بن حُر کو بھی دیکھو" ایک رومی نے کہا۔

"تُم ٹھیک کہتے ہو" اُس کے دوست نے کہا۔ "یہودی نے اپنی پوری طاقت سے گھوڑوں کو آگے جانے سے روکا ہُوا ہے۔ اگر دیوتاؤں نے میسالا کو نہ سنبھالا تو یہودی جیتا ہی جیتا"

"نہیں ابھی نہیں! دیکھو جیوپیٹر ہمارے ساتھ ہے! جیوپیٹر ہمارے ساتھ ہے" اور اب ہر ایک لاطینی زبان پر یہی تھا کہ "جیوپیٹر ہمارے ساتھ ہے۔ جیوپیٹر ہمارے

ساتھ ہے۔"

میسالا یقیناً آہستہ آہستہ آگے بڑھ رہا تھا۔ اس کے گھوڑے سر جھکائے بے تحاشا دوڑ رہے تھے۔ ایسا لگتا تھا جیسے وہ زمین کے ساتھ بیٹھے جا رہے ہیں۔ ان کے نتھنے پھولے ہوئے تھے، آنکھیں اُبلی پڑتی تھیں۔ اس میں کوئی شک نہیں تھا کہ وہ اپنی انتہائی کوشش کر رہے تھے، لیکن کیا وہ اس بے پناہ رفتار کو آخر تک جاری رکھ سکتے تھے؟ آخری موڑ پر پہنچ کر بن حُر رومی رتھ کے پیچھے آگیا۔ میسالا کے حامیوں کی خوشی کی انتہا نہ رہی۔ وہ اُٹھ کر ناچنے لگے اور چیخ چیخ کر نعرے لگانے لگے۔

ملوک جو سٹیڈیم کے آخری سرے پر بیٹھا بن حُر کے لئے نعرے لگا رہا تھا، کچھ خاموش ہو گیا۔ اچانک اُسے بن حُر کا جملہ یاد آگیا کہ اس کی نشست کے بالکل نیچے آخری موڑ کے پاس کچھ ہو گا۔ لیکن بن حر نے تو اپنا رتھ پیچھے کر لیا تھا اور میسالا کے رتھ کے عین پیچھے دوڑ رہا تھا۔ موڑ کاٹتے ہوئے بھی وہ اُسی حالت میں رہے آندھی کی سی رفتار سے چھٹا چکر ختم کرنے کے بعد بھی دونوں کی جگہوں میں کوئی تبدیلی نہ ہوئی۔ جب وہ مڑے تو سمونا نیڈز نے بن حر کے چہرے پر ایک نگاہ ڈالی۔ اس نے سختی سے دانت بھینچ رکھے تھے۔ چہرے کا رنگ بالکل سفید ہو رہا تھا۔

چبوترے پر صرف ایک گیند اور ایک مچھلی رہ گئی تھی۔ کیونکہ سواروں نے ساتواں اور آخری چکر لگانا شروع کر دیا تھا۔ فیصلے کی گھڑی قریب تھی۔

صیدونی نے آگے بڑھنے کے لئے آخری سر توڑ کوشش کی لیکن اُس کی ایک نہ چلی۔ پھر بازیطنی اور کرنتھی نے زور مارا مگر دم توڑ گئے۔ ایک طرح سے وہ عملاً دوڑ ہار چکے تھے۔ اب اُن کے حامیوں نے اپنے نعرے بن حُر کے لئے لگانے شروع کر دیئے "بن حُر بن حُر!" وُہ چلاتے رہے "اب دیوار کے ساتھ ہو جاؤ، عربوں کو جانے دو، کوڑے لگاؤ"۔

بن حُر نے گویا اپنے کان بند کر لئے تھے۔ موڑ تک وُہ رومی رتھ کے پیچھے پیچھے رہا۔ موڑ پہ پہنچ کر معمول کے مطابق، میسالا کو دیوار کے پاس پہنچ کر لگاموں کو کھینچنا پڑتا تھا تاکہ رفتار کچھ کم ہو جائے۔ جونہی اُس نے رفتار کم کی ملوک نے اُوپر سے دیکھا کہ بن حُر نے پہلی بار اپنے گھوڑوں کی لگامیں ڈھیلی چھوڑ دیں۔ اُس کا چابک لہرایا اور ایک ہنہناہٹ کے ساتھ گھوڑوں کی پیٹھ پر پڑا۔

"ہاں اب چلو۔ اب" بن حُر چلایا۔ چاروں عربی گھوڑے ایک ساتھ تیر کی طرح آگے بڑھے۔ عوام نے پہلی بار تیز رفتاری کا اصل کمال دیکھا۔ رومی ابھی رتھ موڑ ہی رہا تھا کہ چاروں گھوڑے بجلی کی طرح اس سے آگے نکل گئے۔

بن حر نے گزرتے ہوئے اپنی لگامیں ذرا سی ڈھیلی کیں اور اپنے رتھ کے پہیوں کے دُھرے کے ساتھ لگی ہوئی سلاخ کو میسالا کے رتھ کے پہیوں سے ٹکرا دیا ہاتھی دانت کی بنی ہوئی پہیے کی کڑیاں بکھر گئیں۔ ایک دھماکہ ہُوا۔ ریت اور رتھ کے پُرزے اُڑتے نظر آئے۔ میسالا زمین پہ گر پڑا۔ صیدونی پیچھے پیچھے آ رہا تھا۔ وُہ اتنا تیز تھا کہ رُکنے یا مڑنے کا وقت نہ ملا۔ اس کا رتھ زمین پر گرے ہوئے رومی اور اس کے گھوڑوں پر چڑھ گیا۔ کرنتھی اور بازیطنی جو پیچھے رہ گئے تھے، اب راستہ کاٹ کر بن حُر کے خوبصورت عربی گھوڑوں کے پیچھے پیچھے دوڑ رہے تھے۔ مالک کا اشارہ پا کر بن حُر کے عربی گھوڑے یوں اُڑ رہے تھے جیسے اُن کو پَر

لگ گئے ہوں۔ اُن کی زبانیں اور دُمیں شعلوں کی طرح دمک رہی تھیں۔ نشستوں پہ بیٹھے ہوئے لوگوں نے رفتار کا ایسا شاندار مظاہرہ کبھی نہ دیکھا تھا۔ ابھی کرنتھی اور بازیطنی آدھے راستہ ہی میں تھے کہ بن حُر میدان کے آخری سرے پر پہنچ چکا تھا۔ اُس نے دوڑ جیت لی تھی۔

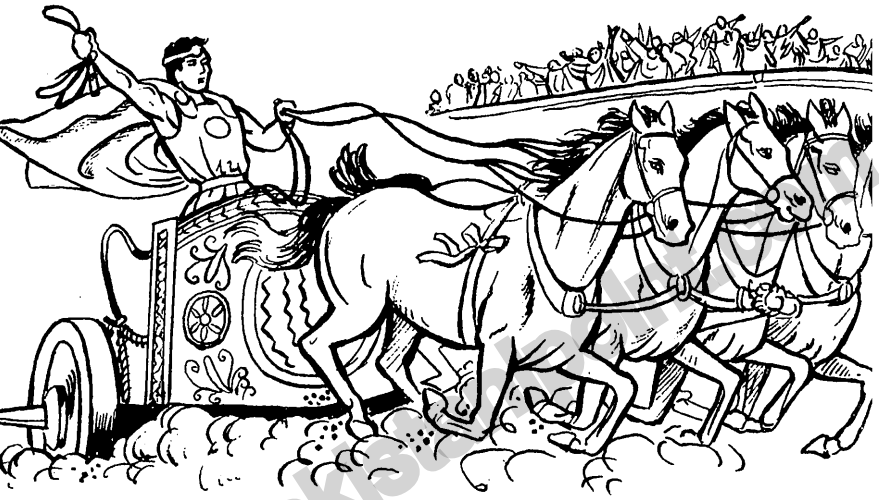

www.paksociety.com

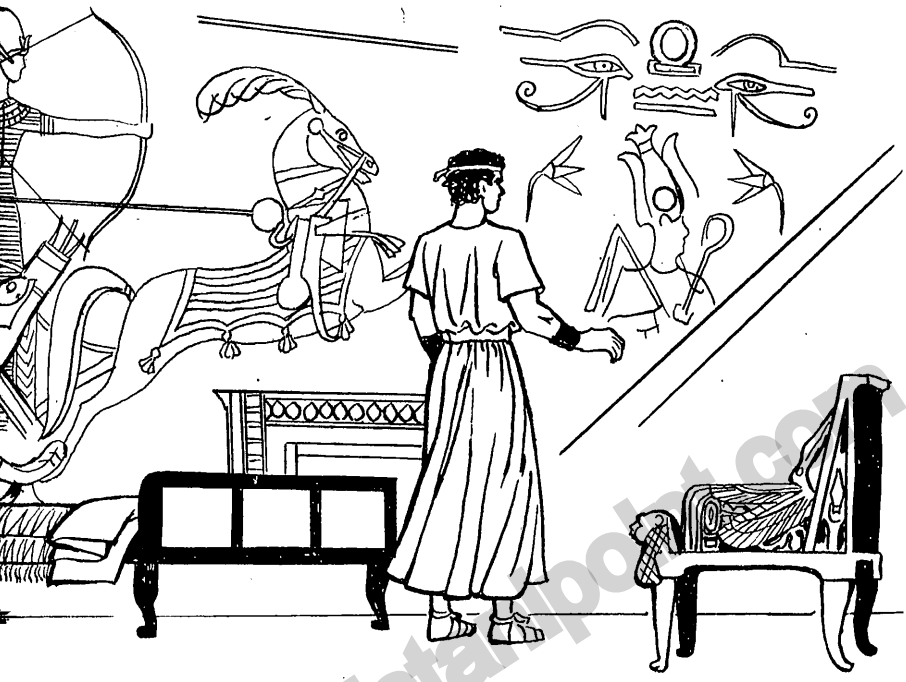

بیسالا کا اِنتقام

اندھیرا چھا گیا تھا۔ رتھوں کی دوڑ ختم ہوئے چند گھنٹے ہی گزرے تھے۔ شیخ بلدرم اور بن حُر عربی گھوڑوں کی دیکھ بھال کر رہے تھے۔ اُن کا منصوبہ تھا کہ وہ آنکھ بچا کر آدھی رات کو انطاکیہ سے کھسک جائیں اور صحرا کی طرف روانہ ہو جائیں، جب وہ انتظار کر رہے تھے کہ ملوک ایک خبر لئے آ پہنچا۔ اُس نے بتایا کہ بیسالا بُری طرح زخمی ہو گیا ہے۔

بن حُر چپ رہا۔

"کیا تم اپنی فتح پر خوش نہیں ہو؟" شیخ نے پوچھا "اب تو تمہارا انتقام پُورا ہو گیا ہے۔"

بن حُر نے اپنے دوستوں پر نگاہ ڈالی۔ انتقام تو اُس نے لے لیا تھا لیکن نہ جانے کیوں اُسے کوئی خوشی نہیں ہو رہی تھی۔ میسالا اب چلنے پھرنے کے قابل نہیں رہا تھا۔

"اگر میسالا اب بھی مجھے بلوائے اور میری ماں اور بہن کے بارے میں تبادلے پر رضا مند ہو، تو میں بڑی خوشی سے اُس کے پاس جانے کو تیار ہوں"۔ بن حُر بولا

شیخ نے قہقہہ لگایا۔ "پیارے دوست تم شاید خواب دیکھ رہے ہو۔ کوئی بھی رُومی مار کھا کر رینگتا ہُوا تمہارے پاس نہیں آئے گا۔"

"اُوہ! مَیں تو بھول ہی گیا تھا"۔ ملوک اچانک بولا "مَیں باہر ایک قاصد چھوڑ آیا ہوں۔ کیا مَیں اُسے اندر بھیج دُوں؟"

بن حُر نے سر ہلایا۔ ملوک ایک نوجوان کو اندر لے آیا، جو آتے ہی بن حُر کے قدموں پر جُھک گیا۔

"آپ کے دوست بیلطشر نے آپ کو سلام بھیجا ہے، اور کل چار بجے اردنی محل میں ملاقات کے لئے بلایا ہے۔"

"ٹھیک ہے مَیں آؤں گا"۔ بن حر نے کہا۔

اس رات شیخ اکیلا ہی صحرا کی طرف چل دیا۔ کیونکہ بن حر بیلطشر سے ملنے کے لئے رُک گیا تھا۔ اگلے روز بن حُر اردنی محل کو روانہ ہو گیا۔ ایک راہداری سے گزرتے ہوئے وہ ایک بند دروازے کے پاس پہنچا۔ جونہی وُہ اُس کے پاس آکر رُکا۔ دروازے کے دونوں پٹ کھل کر دیوار کے اندر کی طرف کھسک گئے اُسے کوئی نظر نہ آیا۔ دروازوں کے یُوں خاموشی سے کھلنے پہ جہاں وہ حیران ہُوا تھا وہاں کمرے کی سج دھج دیکھ کر بھونچکا رہ گیا۔

فرش قدیم مصری تصاویر سے سجایا گیا تھا، جن کو رنگین ٹائلوں سے ترتیب دیا گیا

تھا۔ ہر ایک میز، کرسی، تخت وغیرہ خوبصورتی میں اپنی مثال آپ تھے۔

بن حُر کو بڑی حیرت ہوئی کہ بیلطشر جیسا دوریش آدمی، جسے بظاہر دولت سے کوئی دلچسپی نہ تھی، ایسے عالیشان اور قیمتی محل میں رہتا ہے۔

تب بن حُر کو یاد آیا کہ دروازے کس پراسرار انداز میں کھلے تھے وہ انہیں دیکھنے کے لئے مُڑا تو دروازے بند ہو چکے تھے۔ اُس نے زور زور سے دروازے پر مکّے مارے لیکن کوئی جواب نہ ملا۔ پھر اُس نے چیخ کر آوازیں دیں، لیکن کمرے میں اس کی اپنی گونجتی ہوئی آواز کے جواب میں کوئی آواز نہ سُنائی دی۔ اس مقبرے جیسی خاموشی سے اس کا دم گھٹنے لگا۔

اب اُس کے ذہن میں کوئی شک نہیں رہ گیا تھا۔ وُہ ایک جال میں پھنس چکا تھا۔ انطاکیہ میں اس کا جانی دشمن اور کون ہو سکتا تھا، سوائے میسالا کے؟ وہ سوچ رہا تھا کہ میسالا اُس کے ساتھ کیا کرنے والا ہے۔

اچانک اُس نے دروازہ کھلنے اور بند ہونے کے ساتھ ہی قدموں کی چاپ سُنی۔ دو شخص اندر آئے۔ دونوں لمبے قد کے تھے اور مختصر سا لباس پہنے تھے۔ جو زیادہ طاقتور اور بھاری بھرکم تھا۔ اُسے دیکھتے ہی بن حُر نے پہچان لیا کہ یہ رُوم میں مکّا بازی کا اُستاد ہے اور کل کے مقابلوں میں مکّہ بازی کا مقابلہ جیتا تھا۔

وُہ اسی کی طرف آ رہے تھے۔ اُنہوں نے موٹے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا "میں تُمہیں جانتا ہوں۔ تم شمال کے رہنے والے تھورڈ ہو۔"

وہ دیو ہیکل حیران رہ گیا۔

بن حُر نے اپنا بیان جاری رکھا۔ "تم رُوم کے سکولوں میں مکّہ بازی اور کشتی سکھایا کرتے تھے۔ میں تمہارے شاگردوں میں سے ہوں۔"

"نہیں" تھورڈ گرجا۔ "دیوتا کی قسم میں نے کبھی کسی یہودی کو تربیت نہیں دی۔"

"مجھے موقع دو کہ میں ثابت کروں کہ میں سچ بول رہا ہوں۔"

"کیسے؟" تھورڈ نے پوچھا۔

"تم مجھے مارنے آئے ہو۔"

"ہاں"

"تب مجھے اِس شخص سے اکیلے لڑنے دو اور اس کی لاش اِس بات کا ثبوت ہوگی۔"

تھورڈ نے ایک کوچ گھسیٹا اور اُس پہ دراز ہوگیا۔ "ٹھیک ہے شروع ہوجاؤ۔" اُس نے کہا۔

بن حُر اور اجنبی ایک دُوسرے کی طرف بڑھے۔ بن حُر نے ایسے ظاہر کیا، جیسے وُہ دائیں ہاتھ سے مکّہ مارنے والا ہے۔ اجنبی نے اپنا بائیاں ہاتھ اُس کا وار روکنے کے لئے بڑھایا۔ پلک جھپکنے میں بن حُر نے اُس کی کلائی دبوچ لی۔ جھٹکے سے اُس کا ہاتھ مروڑا اور دائیں ہاتھ سے کنپٹی پر ایک زوردار مکّہ رسید کیا۔ دوسرے مکے کی ضرورت نہیں تھی۔ وُہ زمین پہ چت بے حس و حرکت پڑا ہُوا تھا۔

"ارے یہ کیا؟" تھورڈ کوچ سے اُٹھتے ہوئے گرجا۔ اُس نے بن حُر کو سر سے پاؤں تک گھورا۔

"یہ میرا داؤ تھا جس کی مشق میں نے روم کے سکولوں میں دس سال تک کروائی۔ تم کون ہو؟" اُس نے حیرت سے پُوچھا۔

"ایریس کا بیٹا" بن حُر نے جواب دیا۔

تھورڈ نے اور زیادہ قریب سے اُس کا جائزہ لیا۔ اچانک اُس کی آنکھیں چمک اُٹھیں اس نے بن حر کا ہاتھ تھام لیا اور حیرت سے بولا۔

"لیکن میسالا نے تو مجھے یہاں ایک یہودی بن حُر کو ہلاک کرنے بھیجا تھا؟"

بن حُر جانتا تھا کہ میسالا اُس کے خُون کا پیاسا ہے۔ جب تک وہ دونوں زندہ ہیں، اُس کی زندگی خطرے میں ہی رہے گی۔ بن حر نے مردہ شخص پر ایک نگاہ ڈالی تو اُسے اندازہ ہُوا کہ وُہ بڑی حد تک اُس کا ہم شکل لگتا ہے۔ فوراً اُس کے ذہن میں ایک خیال آیا۔ "تھورڈ" اس نے کہا "میسالا نے میری موت کے عوض تمہیں کتنی رقم دینے کا وعدہ کیا تھا؟"

"ایک ہزار سکّے"

"تم وہ تو لو، اور اگر تم میری بات مانو گے تو تین ہزار اور بھی دوں گا" بن حُر نے کہا۔

"اسے چار ہزار کر دو۔ چار ہزار میں مَیں روم کی تماشہ گاہ کے ساتھ ایک شراب خانہ کھول لوں گا"

"اچھّا چار ہی سہی" بن حر نے سر ہلا کر کہا۔ "مَیں تمہارے دوست کے کپڑے پہن لیتا ہوں اور اپنے کپڑے اُسے پہنا دیتا ہوں۔ پھر ہم دونوں اکٹھے باہر جائیں گے تمہیں میسالا کو صرف یہ بتانا ہوگا کہ میں مر چکا ہوں اور تمہیں انعام مل جائے گا"

ہا ہا! پانچ ہزار سکّے"! تماشہ گاہ کے باہر ایک شراب خانہ اور وہ بھی صرف ایک جھوٹ کے بدلے، بلا خون بہائے۔ اَے فرزندانِ یہوداہ آؤ! ہاتھ ملاؤ"

بیت المقدّس کو روانگی

کئی برس گزر گئے ایک صبح، بن حر اور ملوک یروشلیم کی طرف جانے والے بیابان کے راستے پر گھوڑے دوڑا رہے تھے۔ ملوک کہہ رہا تھا "سمونائیڈز نے مجھ سے پہلے ہی انطاکیہ چھوڑ دیا تھا۔ وہ اب یروشلیم میں تمہارے گھر پہنچ چکا ہوگا۔"

"مجھے کئی باتوں میں اس کا شکریہ ادا کرنا ہے۔" بن حر نے کہا۔ "وہ گلیل کے پہاڑوں میں اپنے خفیہ جنگی تربیتی کیمپ کے بارے میں سوچ رہا تھا۔ جہاں سمونائیڈز باقاعدگی سے اسلحہ اور سامانِ رسد پہنچا رہا تھا۔

"سمونائیڈز بڑی ہوشیاری سے ہماری مدد کر رہا ہے۔" بن حر نے کہا۔

"تمہیں اس کی ہوشیاری کا اندازہ نہیں ہے۔" ملوک نے جواب دیا۔ "اس

نے روم کے ایک بڑے افسر کو رشوت دے کہ گورنر گریٹس کو نوکری سے ہٹا دیا ہے اُس نے محسوس کیا تھا کہ جبتک گریٹس یہاں ہے تم آزادی سے اپنی ماں اور بہن کو نہ ڈھونڈ سکو گے ؟"

"اور سب کچھ اُس کے اندازوں کے مطابق ہی ہُوا" بن حر نے کہا۔" جب سے پنطس پلاطوس گورنر ہُوا ہے، اُس نے پہلا کام یہ کیا کہ عمر قید پانے والے سارے قیدیوں کو رہا کر دیا ہے۔ مجھے پتہ چلا ہے کہ میری ماں اور بہن کو بھی چھوڑ دیا گیا ہے اور وہ کوڑھ میں مبتلا ہیں، جس سے چھٹکارا صرف موت ہی کے بعد مل سکے گا۔"

بن حُر سوچوں میں ڈوبا خاموشی سے آگے بڑھتا گیا۔ سورج نکل آیا تھا۔ ریت کے وسیع و عریض سمندر پر اس کی کرنیں یوں چمک رہی تھیں، جیسے زمین پر سونا بکھرا ہُوا ہے۔ ملوک نے افق پر نگاہ ڈالی۔ اچانک اُس نے اشارہ کیا۔" ایک اونٹ اور کچھ گھوڑے سوار نظر آ رہے ہیں۔" وہ بولا۔" وہ اسی طرف آ رہے ہیں۔"

جلد ہی انہوں نے اپنے دوست بیلطشر کے بڑے سے سفید اونٹ کو پہچان لیا اُنہوں نے مصری اور اس کی لڑکی کو خوش آمدید کہا۔ کوئی گھنٹے بھر کے سفر کے بعد وہ ایک سرسبز نخلستان میں بیٹھے تھے۔ وہاں انہوں نے ناشتہ کیا اور بڑی دیر تک باتیں کیں۔

بیلطشر شیخ یلدرم کے قبیلے کے ساتھ رہ رہا تھا۔ اور اب یروشلیم کو جا رہا تھا۔ کیونکہ اُسنے اُڑتی ہوئی یہ خبر سُنی تھی کہ سبات کے موقع پر ناصری یروشلم میں اپنی بادشاہت کا اعلان کرے گا۔

بادشاہ کی آمد

بیت غنیاہ کے پار، کوہِ زیتون کے قریب ایک صبح بن حُرا اپنے فوجی دستوں سے جا ملا۔ اُس کے ساتھی بڑے بے چین ہو رہے تھے۔ اُن کی تربیت طویل ہوتی جا رہی تھی وہ اب جنگ میں کودنے کے لئے بے تاب تھے۔

"کیا منصوبہ ہے؟" اُنہوں نے پوچھا "ہم کب حملہ کرنے والے ہیں؟"

"وقت آنے پر ناصری ہمیں خود بتا دے گا۔" بن حُر نے جواب دیا۔ "لیکن یہ جلد ہی ہوگا۔ بس ایک دو روز کی بات ہے۔"

صبح کا سورج کافی چڑھ آیا تھا کہ ایک قاصد نے اطلاع دی "ناصری اب یروشلیم کو روانہ ہو رہا ہے۔"

بن حُر نے اپنے ساتھیوں کو مشورہ دیا کہ "جو لوگ اُس کے پیچھے جا رہے ہیں، تم اُسی بھیڑ کے ساتھ ہو لو اور جس طرح وہ کریں تم بھی کرنا۔"

جلوس بل کھاتے راستوں سے آہستہ آہستہ آگے بڑھ رہا تھا۔ جب بن حُر کوہِ زیتون کے دامن میں پہنچا تو ایک نظر ناصری کو دیکھا۔ ناصری گدھے کے بچے پر سوار تھا اور سفید چوغے میں ملبوس تھا۔

اس کی راہ میں لوگ اپنے کپڑے بچھا رہے تھے۔ کچھ نے راستے کو پھولوں اور سبز ڈالیوں سے سجا رکھا تھا۔

"ہوشعنا! شاہ اسرائیل مبارک ہو جو خداوند کے نام سے آتا ہے۔ عالمِ بالا پر ہوشعنا!" وہ نعرے بلند کر رہے تھے۔ اچانک ہی یہ عظیم جلوس ٹھہر گیا۔

"اُس بڑی چٹان کے ساتھ کچھ کوڑھی کھڑے ہیں۔" کسی نے کہا "وہ انہیں شفا دینے کے لئے ٹھہرا ہے۔ اور دیکھو وہ چل پڑا ہے۔"

اگلے لمحے لوگ بھی چل پڑے۔ بن حُر اُن کوڑھیوں کے قریب سے گزرا۔ جنہوں نے شفا پائی تھی اور شکر گزاری میں سر جھکائے ہوئے تھے۔ یہ دو عورتیں تھیں۔ ایک بوڑھی اور ایک جوان، آگے بڑھتے ہوئے وہ ایک بڑے سفید پتھر کے پاس سے گزرا۔ ایک پستہ قد عورت اپنا چہرہ ہاتھوں سے چھپائے سسکیاں لے رہی تھی۔ وہ اُسے فوراً ہی پہچان گیا اور اُس کی طرف بڑھا۔

"عامرہ!" اُس نے حیرت سے کہا "تم یہاں کیسے؟ اور روکیوں رہی ہو؟"

وہ گھٹنوں کے بل ہو گئی۔ اُس کی آنکھیں آنسوؤں سے ڈبڈبا رہی تھیں۔

"میرے آقا،" اُس نے سسکیاں لیتے ہوئے کہا "میرا اور تمہارا خدا کیسا بھلا ہے" اُس نے اُن دونوں کی طرف اشارہ کیا جو پہلے کوڑھی تھیں۔

بن حُر کا دل گویا کہ سینے میں تھم گیا۔ چلاتے ہوئے وہ اُن کی طرف دوڑا "ماں! ترصہ!"

"یہوداہ! میرے یہوداہ" اُس کی ماں سسکیاں بھرتے ہوئے اُسے بار بار

چوم رہی تھی ۔ "یہ ابھی ابھی ہوا ہے ۔ وہ گزر رہا تھا ہم نے اُسے پکارا اور اس نے ہمیں شفا دی ۔"

"ماں وہ شفا کیسے دیتا ہے ؟" بن حُر نے پوچھا ۔

"کیونکہ وہ مسیحا ہے ۔" اُس نے جواب دیا ۔ "اُسے خُدا سے قوت ملتی ہے ۔"

اُس کی ماں اُس کے قریب آ گئی ۔ بن حُر نے ماں کے میلے کپڑوں کے اُوپر اپنا چوغہ اُتار کر ڈال دیا

ماں نے اُس کی کمر میں تلوار دیکھی تو پوچھا "تم مسلح کیوں ہو ؟"

"ناصری کی حفاظت کی ضرورت پڑے تو یہ کام آئے گی ۔" بیٹے نے جواب دیا ۔

"کیا اُس کے بھی دشمن ہیں ؟" ماں نے پوچھا ۔

"ہاں بہت سے اُس کی تعلیم سے خوفزدہ ہیں" اس نے جواب دیا ۔

بن حُر اپنی ماں اور بہن کو چٹان کی آڑ میں لے گیا ۔

"اس بات کی ضرورت ہے کہ کوئی کاہن تمہیں دیکھ کر بیماری سے پاک ہونے کا اعلان کرے ۔" بن حُر نے کہا ۔ "اب میں تمہیں جلدی ہی اپنے ساتھ گھر لے جا سکوں گا ۔"

اُس نے دریائے قدرون کے کنارے اُن کے لئے دو خیمے لگوا دیئے ۔ اور تمام دن اور رات اُن کے ساتھ ہی رہا ۔

اگلی صبح اُس کے دو ساتھی گھوڑے دوڑاتے ہوئے اُس کے خیمے میں آئے ایک نے کہا "ناصری کو گرفتار کر لیا گیا ہے ۔ کاہنوں نے لوگوں کو اُس کے خلاف اُکسایا، اور اب وہ اُسے کلوری پر مصلوب کرنے کے لئے لے جا رہے ہیں ۔

"کیا وہ ناصری کو مار ڈالیں گے ؟" بن حر نے پوچھا ۔ اُسے بڑا صدمہ پہنچا ۔

"ایسا نہیں ہوگا ! عامرہ ! میرا گھوڑا منگواؤ ۔ میری تلوار بھی لاؤ ۔ اب لڑائی کا وقت

آگیا ہے۔"

"اب وقت ہاتھ سے نکل گیا ہے۔" آدمی نے کہا "ہم صرف دو ہی رہ گئے ہیں۔ تمہارے جنگی دستے کے لوگ بھی ان کے ساتھ مل گئے ہیں۔ اُن کا کہنا ہے کہ ناصری کو مرنا ہی ہوگا کیونکہ اُس نے ہیکل میں بادشاہت کا اعلان نہیں کیا۔"

چند لمحوں تک بن حُر بے سکتہ سا طاری رہا۔ اُس نے گلیلیوں پر بہت بھروسہ کیا تھا۔ اور اُنہوں نے عین کڑے وقت میں اُس کا ساتھ چھوڑ دیا۔

اُس کے سارے منصوبے خاک میں مل گئے تھے۔ کیوں؟ کیا اُس کی ساری محنت اور منصوبے خدا کی مرضی کے خلاف تھے؟

شکوک اور شبہات کی اذیت ناک کشمکش میں بن حُر گھوڑے پر سوار ہو کر شہر کو چل دیا اور چھٹے گھنٹے کے قریب کلوری کی طرف جانے والی بھیڑ کے ساتھ ہو لیا۔

سمونا ئیڈز، بالتھزار اور ایسٹر اس کے ساتھ تھے۔ اُن کے سامنے پہاڑی پر تین صلیبیں گڑی تھیں۔ جب ناصری نے اپنا سر اٹھایا تو مجمع کا شور اچانک ختم ہو گیا۔ اُس کی آواز صاف اور واضح تھی۔ "اے باپ انہیں معاف کر کیونکہ وہ نہیں جانتے کہ کیا کرتے ہیں۔"

ایک سپاہی چلّایا "اگر تو یہودیوں کا بادشاہ ہے تو اپنے آپ کو بچا۔"

"دوسروں کو بچاتا پھرتا تھا۔ اب اپنے کو بھی بچا لے تو ہم اُس پر ایمان لے آئیں گے۔" ایک کاہن نے مذاق سے کہا۔

آسمان سیاہ ہو گیا تھا۔ ایسٹر خوف زدہ تھی۔

"کوئی بادل گزر رہا ہے۔" سمونا ئیڈز نے کہا۔

بن حر سمجھتا تھا کہ محض ایک گزرتا ہوا بادل ایسی تاریکی کا باعث نہیں ہو سکتا، جیسی کہ ان کے گرد چھائی ہوئی تھی۔ روشنی دھندلاتی جا رہی تھی۔ بن حر نے ایک بار

پھر ناصری کی صلیب پر نگاہ ڈالی۔ بپھرے ہوئے آسمان کے سامنے یہ تنہا اور سیاہ صلیب ڈٹی ہوئی نظر آتی تھی۔ اور وہ سمجھا کہ یہ ایک الٰہی قوت ہے جس نے دن کی روشنی کو ڈھانپ لیا ہے۔

"جس طرح یہ ایک حقیقت ہے کہ خُدا زندہ ہے، وہ جو صلیب پر لٹکا ہے، خُدا کا بیٹا ہے" اُس نے بلند آواز سے کہا۔

اُس کے الفاظ مجمع کے شور میں گم ہو گئے۔ اُس نے غُصّے اور دُکھ سے ایک نگاہ ہجوم پر ڈالی۔ کیا یہ لوگ اندھے ہیں کہ دیکھ نہیں سکتے؟"

اُسے ایک دھچکا سا لگا، جب اُس نے وہاں اُن لوگوں کو بھی دیکھا جن کو اُس نے جنگ کی تربیت دی تھی۔ چند گھنٹے پیشتر وہ بھی اُن کی مانند تھا۔ وہ بھی تلوار کی دھار پر بھروسہ رکھتا تھا۔ لیکن اب ناصری صلیب پر لٹکا ہُوا تھا کیونکہ اُس نے تلوار کا سہارا لینے سے انکار کر دیا تھا۔ کیا یہ اس بات کا کافی ثبوت نہ تھا کہ تشدد اور خون خرابہ خُدا کی مرضی کے خلاف ہے؟ مسیح نے اُنہیں جینے کا ایک نیا راستہ دکھایا تھا۔

دن رات میں ڈھل رہا تھا۔ لوگ بھی اب پریشان ہو گئے تھے۔ اُنہوں نے حیرانی سے آسمان کو تکنا شروع کر دیا۔ حتیٰ کہ پہاڑی پر موجود کاہن اور سپاہی بھی اپنے حواس کھو بیٹھے تھے اور ایک دوسرے کے کانوں میں سرگوشیاں کر رہے تھے۔

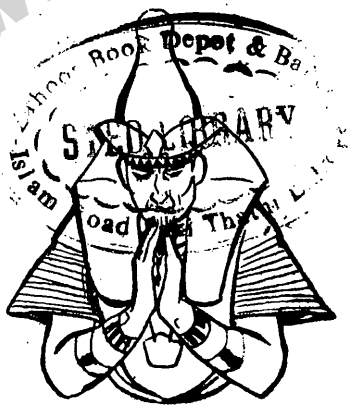

بیلطشر گھٹنوں کے بل ہو گیا۔ بڑی تعظیم و تکریم سے کہنے لگا۔" ابتدا سے ایسا ہی مقرر تھا۔ مسیح نے خود شامل بن کر ہمیں ایک راہ دکھائی ہے۔ لوگوں کو حقیقی جلال کی بادشاہت میں داخل ہونے کیلئے ایمان میں ہی جینا اور ایمان میں ہی مرنا چاہیئے۔